

جلد حقوق محفوظ

اس ناول کے نام، مقام، مکہ دار اور
کہانی، تعلق رکھنے والے اداروں
کے نام فرضی ہیں

مکالمہ سیٹ

- ۱۔ پتھر کا آدمی
- ۲۔ دوسرا تاجر
- ۳۔ خطرناک انگلیاں

پیشرو سلطان محمد
پرورش تاج دین پریس
نیراں شام کتابی دنیا لاہور

پیشترس

ابھی میری علالت کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن اللہ کا کرم ہے کہ میں نے
اس کے باوجود بھی کتاب لکھ لی اور آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔
بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسمانی کتب سے ذہن کی مزید کھڑکیاں کھلتی ہیں
مثلاً برصغیر پر درگاہ میرے ساتھ بھی ایسا بھی ہوا ہے۔ جب بھی آنکھ کھلتی
ہے تو ذرا بہت کچھ دیکھ لیتا ہوں۔ جسمانی طور پر اتنی گھٹ گیا ہوں کہ خود اپنی
آنکھوں پر یقین نہیں آتا۔ کبھی آئینے کے سامنے کھڑے ہو جاؤ تو یہ اعتقاد
بہی پرچھے کو جی چاہتا ہے کہ بڑے میاں کس کا پتہ پرچھ رہے ہوں۔
ادھر میری خیریت حیاقت کرنے کے لئے اتنے مفلوط آئے ہیں کہ
فرداً فرداً ہر ایک کا جواب لکھنا ناممکن ہے۔ ہر سال میں اپنے سارے محبوبوں
کا بھید شکر گزار ہوں اور میری دعا ہے کہ اللہ پاک انہیں دینی اور دنیاوی
فستولی سے نوازی۔ آمین۔

کچھ بھائی ایسے بھی کہ اس عالم میں بھی ایسے سوالات کر جاتے ہیں جن کی
راف منوجر ہوسے بغیر رہا نہیں جاتا۔

ایک بھائی نے پوچھا ہے کہ جمہوریت اچھی یا ڈکٹیٹر شپ۔ اور اسلامی
راج اس دونوں میں سے کسے بہتر سمجھتا ہے۔

بھائی اگر آپ اسلامی نقطہ نظر سے پوچھتے ہیں تو پہلے یہی سمجھیں کہ کیا
دل کہ اسلام میں جمہوریت جیسی کسی شے کی گنجائش نہیں۔ اسلام تو اللہ

کی ڈکٹریٹ شپ کا نام ہے۔ جمہوریت میں دھارے کے ساتھ بہتا پڑتا ہے
 جبکہ اسلام دھارے پر چڑھنے کو کہتے ہیں۔ اسلامی ملکیت کے لئے صرف ایک
 ایماندار فرد کی حکومت کافی ہے کہ وہ ایماندار فرد اپنے احکامات نہیں بلکہ قرآنی
 احکامات ہم سے منواتا ہے۔ لہذا میرے بھائی اسلام اور جمہوریت کو اجتماع
 صغریٰ سمجھئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں جمہوری نظام پنپ نہیں سکا دہر
 صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا یہ یہاں
 جمہوریت کے علمبرداروں کو بھی ڈکٹریٹ بننا پڑا ہے اور بالآخر سچی چیز ان کے
 زوال کا باعث بنی کہ زبان پر تو جمہوریت کا فقرہ ہوتا تھا۔ لیکن سر قوت
 ڈکٹریٹوں سے بھی بدتر۔

غالباً آپ مجھے کہنے چاہیں گے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ اس پر مختصر
 دلی سے فرمائیے۔

جمہوریت کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں صرف ووٹ گنے
 جاتے ہیں بقول اقبال "ہندوں کو پڑھنا نہیں جانتا"۔ جو چاہے دولت کے
 بلی بوتے پر بحیثیت اُمیدوار کھڑا ہو کر منتخب ہو جائے۔ خود کرنے کی بات ہے کہ
 دفتر کی لاکھ کے لئے تو آپ کو خدمت کلاس کو بھرت چاہئے۔ لیکن قوم کی باگ ڈور
 "لئے" قسم کے افراد کے ہاتھ میں دے دی جاتی ہے۔ شیخ مرزا چوہدری انور
 چھاپ تو قریٰ اہل میں پیچھے کہ قانون سازی فرمائیں اور سکند کلاس کو بھرت
 کر چرائی بنانے کے قانون میں نہ سمجھا جائے۔ ہے سمجھ میں آنے والی بات !
 ... لاجل ولا قرة ..

اب صرف
 ۳۱
 ۷۹

عمران نے سلیمان کو آواز دی والدہ بائیں میں گنگھا کرتا ہوا کمرے میں
 داخل ہوا اور فریاد کیا۔

اس طرح گھوڑ کر نہ دیکھئے پانا اپنا شوق ہے۔ وہ دن میں چھ بٹلیں پیا کرتا
 تھا اور میں دن بھر گنگھا کیا کرتا ہوں۔ اس پر آپ کے سیکڑوں خرچ ہوتے تھے۔
 یہ صرف دور وپے کا گنگھا ہے اور میری حق حلالی کی کمانی اس میں شامل ہے۔
 آئیے ہانڈیوں میں جو میں گرتی ہوں گی۔

مگر اگر یہی... ان میں دھامیں اٹکیں والی دیکھ پایا جاتا ہے !

• جوت ہے کہاں !

• خوب یاد دلایا شاید آپ آج کل سے سو روپے پر سیر دے رہے ہیں۔
 • ہاں کیوں نہیں۔ اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ہمیں کتنے کی آئی تھیں

میں نے کہا تین سو روپے کی۔ کہنے لگا اب آپ مجھے صرف سو روپے دے دیا
 کیونکہ تاکہ مکمل دودھ کھائی کر جاب بناسکوں۔
 سلیمان نے زوردار تہجد لگایا۔

• اس میں دانت کھانے کی کیا بات ہے۔

• ہے جناب کیونکہ آپ واقعی بہت بھرتے ہیں۔ وہ چرسینے لگا ہے۔
 کسی نے چٹی تڑھادی ہے مرنے والاؤں کے ساتھ چرس کوئی جہان نقصان نہیں
 پہنچاتا۔

عمران سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور سلیمان جلدی جلدی کنگھا کرنے لگا۔

• وہ ہے کہاں ؟ • عمران تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

• ہوتا کہاں اپنے کمرے میں ہے !

"تو پھر شہی چکا ہر گاہ کہ گھر خائے کی آوازیں بھی نہیں آرہی ہیں۔"
 "اُسے آپ سو روپے قیام دیتے ہیں۔ بچے صرف پچاس دے کر دیکھنے
 پاس پڑوس کے خائے کی گاروا دیں۔!"
 "اُسے بکاؤ۔"
 "سالا چرس کے ٹپے میں ہوا تو مجھے جان سے مار دے گا۔"
 "جانا ہے یا میں ہی مار دوں جان سے۔"
 وہ بدستور کنگھا کرتا ہوا چلا گیا۔ اب عمران نے گلرخ کو آواز دی۔
 "بی صاحب جی! وہ فوری طور پر کمرے میں داخل ہونی شاید قریب
 ہی کہیں موجود ہو یا پھر صبح کر دو فون کی گفتگو کر رہی ہوگی۔"
 "سلیطان کو کچن میں نہ گھسنے دیا کرتا۔"
 "کیوں صاحب جی!"
 "ہندوئیں میں برہمن گزانا ہر گاہ۔"
 "چرس نہیں ہی اُسے سہی۔!"
 "تو پھر یہ بدستور کنگھا کیوں کیا جاتا ہے۔"
 "کسی نے اسے بتایا ہے کہ اس طرح زندگی بھر بال سفید نہیں ہوتے۔"
 "اچھا... اچھا۔ ایک کنگھا مجھے بھی ملا دے۔"
 "آپ بھی صاحب جی...!"
 "جبر بکروں گا۔"
 "آپ کے سر میں تو ایک بھی سفید بال نہیں ہے! اس کے بال کچھ کا جو پٹے ہیں۔"
 "کچھ تو مسوڑ کی والی بھی بن سکتی ہے۔ میں بچے خضہ آنے کی دیر ہے۔"
 "آپ کو خضہ آنے گا۔"
 "کیوں نہیں آئے گا۔"
 "کیسے گلیں گئے ہیں۔"

"جلی جھاگ دینا آہی جائے گا۔"
 وہ چپ چاپ واپس کے لئے مڑ گئی۔ حقوڑی دیر بعد جوزف کو سے میں داخل
 ہوا۔ لیکن سلیطان اس کے ساتھ نہیں تھا۔ عمران اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ کیونکہ اس سے
 پہلے کبھی اسے شوارسٹ میں نہیں دیکھا تھا۔
 "اس طرح مت دیکھو باس... جوزف کے دانت نکل پڑے۔"
 "دیکھنے کی چیز لگ رہا ہے..."
 "میں حقوڑا حقوڑا کر کے سلیطان کو رہا ہوں۔"
 "یہ بڑی بوجھ بات سنائی تو نے۔ لیکن اچانک اسی کی کیوں سوچیں۔!"
 "آخر شیدوں کے گھر میں ایک سوچی صاحب ہے... وہ مجھ کو چری پلا
 کر کچھ دیا کرتا ہے۔"
 "چرس چاکر! عمران سمجھ پڑا۔"
 "میں باس وہ کہتا ہے کہ چرس انش کی طرف لے جاتا ہے اور شراب لارنڈ
 شیطان کی طرف جاتا ہے۔ اس نے مجھے قیروں پر بیٹھے ہوئے فیکروں کو چرس پیٹے
 دکھایا تھا اور کہا تھا کہ یہ لوگ حقن چرس کی وجہ سے خدا رسیدہ ہوئے ہیں۔"
 "اُجے یہ چرس آدمی کو انڈر سے کھکھلا کر دیتی ہے۔"
 "میں تو کھکھلا نہیں ہوا۔"
 "کیسے پی رہا ہے۔"
 "ایک ہنسنے۔"
 "بس ایک ماہ بعد دیکھو۔"
 "کچھ بھی نہیں ہوگا باس میں دن بھر چرس پکڑوں گا کھکیں اور دودھ پیوں
 کر ڈال ہوں۔"
 "لیکن شیدوں کے گھر میں تیرا کیا کام۔"
 "۵۷۰ لارنڈ ہی میں کھپ سکتا ہے۔"

۱۰ اس گھر میں کھٹے آئینے ہیں۔

۱۱ گھر کی اور بات ہے باس۔

۱۲ دوتھ جوہا۔ میں تیری طرف سے ملاؤں گی جو چلا ہوں۔

۱۳ وہ خاموشی سے واپس کے لئے مڑ گیا۔

۱۴ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجی۔ جوہا نے رسیڈور اٹھایا۔ دوسری طرف سے صفدر کی کوروی آواز آئی۔ "میں سول اسپتال سے بول رہا ہوں۔"

۱۵ کیوں؟ خیریت تو ہے نا۔

۱۶ "مجمعی ہو گیا ہوں۔ ران میں گہرا زخم ہے۔ خون بہت ضائع ہو رہا ہے۔ پرائیویٹ وارڈ کو فوراً صاف کریں۔"

۱۷ "میں ابھی آیا۔" جوہا نے کہا اور جلدی جلدی لباس تبدیل کر کے سول اسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔

۱۸ صفدر واقعی بہت کمزور نظر آ رہا تھا۔

۱۹ "ہم آگے۔" جوہا نے نہ مٹھو نہ اٹھا کر پیچھا۔

۲۰ "میں نے آپ کو بتایا تھا کہ گاڑی کے قریب ہی میں نے ایک ایسی جگہ دریافت کر لی ہے۔ جہاں چھپ کر میں بہ سالی گاڑی کی نگہبانی کر سکوں گا۔ لیکن حضور ہی دیر بعد ایک زبردست دھماکا ہوا اور کافی مسافت پر توجہ میری تھامی وہاں میں چھپ گئی بڑا سا لوہے کا ٹکڑا تھا۔ میں نے اسے کھینچ لیا۔ میں چھوٹ پڑا خون کا غوار و خدا کا ٹکڑے کی پٹی پر غریب نہیں ہے۔"

۲۱ "تو تم مجھے یہ اطلاع دے رہے ہو کہ گاڑی دھماکے سے اڑ گئی۔" جوہا نے کہا۔

۲۲ "جی ہاں۔ شاید وہ اس میں ناظم بھیڑ گئے تھے۔"

۲۳ "تو تیری طرف سے تشویش ہو رہی ہے۔" جوہا بولا۔

۲۴ "گھر نہ کیجئے بہت جلد ٹھیک ہو جاؤں گا۔"

۲۵ "بہر حال گاڑی تباہ ہو گئی۔ لیکن اس کا خیر محسوس ہے۔ میں خود دیکھوں گا۔"

۲۶ عمران کہہ رہا تھا کہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اور راستے ہی میں ایک پہاڑ فون بوتھ سے بلیک زمرہ کو کال کیا۔

۲۷ "میں سر۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

۲۸ "ایک گاڑی کے رجسٹریشن نمبر ایک اور مڈل سے بتا سکتا ہے کہ وہ کس کے نام پر رجسٹر ہے۔"

۲۹ "بہت بہتر۔ میں فون کر رہا ہوں۔ آپ فرمائیے۔"

۳۰ "پی کے تھری سکسی ایٹ۔" ڈیوڈ کو بولا۔ مڈل سیونیسی سیویں۔

۳۱ "اوس کے سر۔"

۳۲ "جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔"

۳۳ "اللی لیکن ٹھہرے جناب۔۔۔ ذرا ایک منٹ ہو کر دیکھئے۔ شاید آپ نے صبر کر لیا۔" اخبار نہیں دیکھا۔

۳۴ "میں غصہ دیکھتا ہوں اخبار۔ آج غصہ تو کسی نہیں پیش آئی۔"

۳۵ "میں ابھی آپ کو بتاؤ۔۔۔ ویسے جو سکتا ہے مجھے غلط یاد ہو۔"

۳۶ "جاؤ۔" جلد کر دو۔" جوہا نے کہا اور رسیڈور کان سے مگے کے کھڑا رہا۔

۳۷ تھوڑی دیر بعد ایک زیر ملکیت گاڑی آئی۔ یہ کسی شہلا چوہہ کی گاڑی ہے جو کل دو بجے چوری ہو گئی تھی۔ ٹھہرے اس کی گمشدگی کی رپورٹ پرنسٹن کے محکمے میں درج کرائی ہے۔ ساتھ ہی تاریخ مزبور ہے انعام کا اعلان بھی کیا ہے۔

۳۸ "میں کان ہے۔" جوہا نے کہا اور رابطہ منقطع کر کے گاڑی میں آ بیٹھا۔

۳۹ "اس گاڑی میں داخلین ٹیلی فون نہیں تھا۔ آج کل اس کے پاس کئی طرح کے ریڈیو میڈ

۴۰ "میک آپ جہاں گئے تھے۔ جنہیں وہ موقع کے اعتبار سے استعمال کرتا رہتا تھا۔

۴۱ "بہر حال اب وہ جہاں ایک فون کال کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کسی پہاڑ فون روتھ سے نہیں۔ لہذا اسے اپنے گھر کے ایک مہان خانے کا رخ کرنا پڑا۔ جس کی کئی

۴۲ "اتفاق سے اس وقت اس کے پاس موجود تھی۔ وہاں پہنچ کر اس نے فون پر

شہلا چوہدری کے نذر ڈانٹ کے اور ساتھ بیس کو دو سال سے ڈھاکہ کرانوائی
آواز میں بولا۔ "شہلا مرحومہ!"

"آپ کون ہیں؟" دوسری طرف سے بھی کسی عورت کی آواز نہ پڑھی۔

"میں شاکرہ تھیں ہوں۔"

"ایک منٹ ٹھہریے انہیں اطلاع دیجی ہوں۔"

عوان بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز آئی: "بیلو شاکرہ... خیریت قہرے
آج میں کیسے یاد آگئی۔"

"ایک اشد غصہ کے تحت تم تو جانی ہی ہو کہ میں صد کی خود غرضی ہوں۔"

"چلو ملنے لیتی ہوں۔ لیکن یہ تمہاری آواز کو کیا پرانی ہے؟"

"دو ماہ میں نے پہاڑ پر گئی تھی وہاں سے دوکل کارڈ کامرمن لے کر گئی ہوں

ڈاکٹر آپریشن کی بات کرتے ہیں لیکن میری بہت نہیں پڑتی۔"

"یہ تو بہت بُری خبری سناؤ تھیں۔"

"کیا تم اس وقت میرے پاس آ سکتی ہو۔۔۔"

"جی ہاں۔۔۔"

"خیر میں اس وقت انکل کے گھر پر ہوں۔ تمہارا بیٹا اسحاق ہوگا اگر آجاؤ۔"

"میرے چہرہ کو ڈیڈی نے مجھے کچھ دوا کے لئے صرف گھر تک محدود کر دیا ہے

لیکن میں ضرور آؤں گی۔ تم اپنے انکل کا پتا بتا دو۔"

عوان کے پتے بتانے لگا۔

"میں کچھ گئی۔ آدھے گھنٹے کے اندر پہنچ جاؤں گی۔"

"بہت بہت شکریہ میں زندگی بھر اسقدر ہوئی گی۔"

"کیوں اس کے بدلے کی تمہاری ہوں۔"

عوان نے ریسپوڈرک ٹیل پر رکھ کر طویل سانس لی۔ کچھ سوچتا رہا پھر جلدی

جلدی جلیک زیدو کے نذر ڈانٹ کے۔ اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولا: "دیکھو

میں اس وقت فی حق میں ہوں۔ شہلا چوہدری یہاں مجھ سے ملنے آرہی ہے۔ تم

خادر اور جوہان کو فوراً فی حق میں اس بات کے ساتھ فوراً بھیج دو کہ اگر

کوئی شہلا کا تعاقب کرتا ہر نظر اس کے تواسے کسی حال میں بھی نہ چھوڑیں۔ سائیکو پینشن

اٹھا کر لے جائیں۔ اگر وہ اپنے ساتھ اور کسی کو بھی لینا چاہیں تو کوئی مداخلت نہیں۔"

"بہت بہتر جناب۔۔۔"

"جلد از جلد۔۔۔" کہہ کر عوان نے ریسپوڈرک ٹیل پر رکھ دیا۔

پتا نہیں کیوں اس وقت بہت ملن نظر آ رہا تھا۔ نہ آنکھوں میں ٹکڑی

کے آثار تھے اور نہ پشائی پر نشیون کی کمی تھی۔ بس ایسا لگتا تھا جیسے شاکرہ جھپٹنے لگا۔

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد اطلاع گھنٹی بجی اور عوان صدر دروازے کی طرف

پکارا۔ دروازہ کھلتے ہی اس نے شہلا کی کچھ زردہ سے آواز سنی۔

"اے نہیں۔۔۔"

"میں معافی چاہتا ہوں۔ محترمہ۔ آپ سے ملنے سے ضروری تھا۔ اور اس کے

ملاہ کوئی دوسرا راستہ بھی اختیار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ آپ اندر بے خوف و خطر

تشریف لے آئے۔"

"اوہ۔۔۔" ایسا بھی کیا۔ مجھے آپ پر اہتمام ہے۔"

اس کے اندر داخل ہو جانے پر عوان نے دروازہ بند کیا اور اسے سنگ

دوم میں لے گیا۔

"کیا آپ شاکرہ کے انکل ہیں۔۔۔" شہلا نے پوچھا۔

"نہیں میں خود ہی شاکرہ بھی ہوں۔ راضی کلب میں آپ دونوں زیادہ تر

ساتھ رہتی تھیں۔ اس لئے اس کا نام یاد رہ گیا۔ تھا۔"

"تو آپ ہی بولی رہے تھے؟" اس نے حیرت سے کہا۔

"ہاں اور اس مجبوری کی بنا پر کہ آپ کا فون ٹیپ کیا جا رہا ہے۔"

”یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ جہاں صاحب ہم پر ہیں دشواری میں پڑ گئے ہیں۔ اس لئے کہا۔
 ”شاید آپ کو علم نہ ہو کہ ڈاکٹر ڈیفوڈ اصل آدمی نہیں تھا کہ کسی کار پر دانا تھا۔ اصل
 فیک میٹر کرنی غیر ممکن ہے۔“
 ”مجھے علم ہے۔ صوف دہی نہیں ٹیپ کر رہا آپ کا فرن بلکہ ہم بھی کر رہے ہیں
 آپ مجھے یہ بتانا چاہتا ہیں تاکہ اس لئے مجھ سے متعلق آپ لوگوں کو خصوصاً ہدایات
 دیں۔“

”جی... ہاں۔“

”تب میری جب آپ کا دل چاہے مجھے بے ہوش کر کے اس کے حوالے کر سکیں
 کہیں یا نہیں کر رہے ہیں آپ۔... لہذا ہے اس پر۔“
 ”میں بخیر ہوں شہلا صاحبہ۔ خیر اس معاملے کو کھردہ کیجیے گئے۔ آپ یہ
 بتائیے کہ آپ کی گاڑی کہاں سے چوری ہوئی تھی۔“
 ”دونوں ہاؤسے جناب! پرسن اسٹریٹ میں۔ میں شاہنگ کر کے واپس آئی۔ تو
 گاڑی غائب تھی۔“

”ڈیفوڈ کے قتل کے سلسلے میں اسی کا استعمال ہوا تھا۔“

”یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟“

”کیا لاٹری کی ڈگی میں کوئی خاص ہوتہ موجود تھا۔“

”شہلا اسے حیرت سے دیکھتی ہوئی بولی۔ جی نہیں۔“

”میں تو سمجھ رہی گاڑی تھی۔ قابل آپ کی سول ٹائون والی کشتی کے ہتھی پارک

کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوا تھا۔ واپس پر اس نے دیکھا کہ گاڑی کا ایک ٹائر

فلپٹ ہو چکا ہے۔ اس نے اسپرور ہیل کاٹھی کیا ہو گا نہ مٹنے پر گاڑی کو ایک

قریبی خشک نالے میں دھکیل دیا۔ اندر پھر اس میں ایک ٹائم بم بھی چھوڑ گیا۔

”خدا کی پناہ تو وہ دھماکا جس کا ذکر اخبارات میں آیا ہے۔“

”آپ کی گاڑی میں ہوا تھا اور اس کے پر فٹے آگئے تھے۔“

”شہلا ڈیفوڈی ورننگ بلکہ سوچتی رہی پھر بولی۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے
 کہ آپ بھی فیک میٹر ہیں۔“

”ابھی میرے بارے میں آپ بہت کچھ نہیں گئی۔ شہلا منہ سے ٹوہے کے گزے

کھاتا ہے۔ ریڈر بیٹھ جاتا۔ اور زندہ سانپ کو لکڑی کی طرح کر کر رکھ دیتا ہے۔“

”خجندی، اختیار کیجئے عوان صاحب میں بہت پریشان ہوں۔“

”ارے حقیر... میں... لیکن تمہارے کیا میں آپ پر اعتماد کر سکتا ہوں۔“

”اسی طرح جیسے میں نے آپ پر اعتماد کر لیا ہے۔“

”اچھا تو سنئے میں کھڑا خانہ کے شہکار خاص سے تعلق رکھتا ہوں۔“

”تب تو فیک ہے۔“

”کیا فیک ہے۔“

”میں آپ پر اعتماد کر لوں گی۔“

”مگر میں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن دوسری اہم بات یہ ہے کہ آپ کی

گاڑی چوری نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اسے وہاں سے آپ کے والد صاحب نے گئے تھے۔ وہ

خاصے جانے پہچانے آدمی جی جب میرے آدمی اس کے بارے میں پچھان ہیں کہ رہے

تھے تو ایک فرد ایسا بھی ملا جس نے آپ کے والد کو گاڑی لے جاتے دیکھا تھا۔“

”آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟“ وہ ہلک کر بولی۔

”بھئی کہ وہ بھروسے اس قابل کہاں کہ ہتھی پارک کی دیوار پھلانگ کریں۔ میس

گاڑی انہی کے توسط سے انہوں تک پہنچی تھی۔“

”مگر یہ بات ہوئی تو وہ مجھے گھس گئی کہ رپورٹ نہ درج کرنے دیتے۔“

”میں سوچتی رہنے لیکن مہربانی ہے۔“

”اچھا ایک بات اور... میں جب بھی ماہر لکھن ہوں میرا اتفاق کیا جاتا ہے۔

ایک بے لاشی رشتہ انکو ٹرپ ہوئی ہے۔ اس وقت بھی وہ میرے پیچھے پیچھے آتی تھی۔“

”اب خفاہ ذکر کر کے گئے۔“

"آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"واپس پرانداڑہ دگایا ہے گا۔" عمران نے کہا۔ "کیونکہ اب وہ میرے آدمیوں کے تحویل میں ہو گئی۔"

"خیر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر کسی نے چھین چھاڑی تو مارا جائیگا۔ شہلہ نے کہا اور ونیشی بیگ نے افسانہ یہ تین دو کاروبار نکال کر عمران کو دکھایا۔

"پرست ہے اس کا۔"

"جی ہاں۔ لپکا پرست۔۔۔"

"خشب بے حد آپ بہت دلیر لڑکی ہیں جانتا ہوں۔ اچھا خیر لپکا آپ جلیے ہیں آپ سے رابطہ رکھوں گا۔ لیکن تمہیں۔۔۔ یہ میں دکھا دوں کہ میرا اصل کیا ہوگا۔" غراڈ نے کہا اور اُسے وہیں بٹھا کر خود دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

شہلہ خاصی پریشان نظر آنے لگی تھی اور سب سب پاؤں پر منٹ بعد عمران کا والیسی ہوائی فودہ چونک پڑی اُسے پھر یہ تھی کہ عمران آتے جا کر بولے۔ "میں تو رہنے میں ہوا۔" وہ خدا کی پناہ آپ بہرہ ور رہتے بھی ہیں۔"

عمران نے اچانک ریڈیو بیسٹ ایک آپ استعمال کیا تھا۔

"اچھی طرح دیکھ لیجئے میں اس کو وہاں ہیں آپ سے مل کر رہا ہے گا۔"

"آپ واقعی باکمال آدمی ہیں۔" وہ افسوس بھری آواز سے کہا۔ "اور عمران سے مصافحہ کر دھت ہوئے گی تو عمران نے کہا۔

"یاد رکھئے گا اس ایک ہی میرا نام راضی پٹیل ہے۔"

دیا گیا۔ جولیا کو ایک شکر کلوٹ سے اطلاع ملی کہ عمران کے ساتھ وہاں کوئی بھی افسانہ کے کسی قسم کی گفتگو کرنے کی کوشش نہ کرے۔

اُسے عمران کی ایک اسی عمارت میں تھا جہاں اُس نے شہلا چوہدری سے ملاقات کی تھی۔ کچھ دیر بعد چلنے والے شاکر بیک زبردستی کال آئی۔ وہ عمران کو اطلاع دے رہا تھا۔ "وہ ایک سفید فام لڑکی تھی جناب خود میں بھی محل کٹر ہوا تھا۔ کچھ خود اسے دیکھا۔ اُس نے خشک ٹی شہر میں کے سامنے اپنی گاڑی پارک دی تھی۔ اور پھر اُس کے انجن کو دیکھنے لگی تھی۔ گویا ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ اسکوٹر کے انجن نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ کچھ دیر بعد خانہ اس کے قریب پہنچ کر بڑے سادہ سے بولا کہ کیا میں کوئی مدد کر سکتا ہوں؟" وہ شکر بیک کے ساتھ اس پر راضی ہو گئی۔ غراڈ نے ملہری معلوم کر لیا کہ بیڑی کے تار کا ٹریسٹل ڈھیل ہے۔ اس نے سب سے اچھا چھوٹا پیسہ نکال کر اُسے کسی قدر غم کیا اور ٹریسٹل کے کمرہ لگا کر اُسے ٹائٹ کر دیا۔ اس بار گاڑی اسٹارٹ ہو گئی اور لڑکی ایک بار پھر اُس کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے روانہ ہو گئی۔ چوہان اور غراڈ نے اپنی گاڑی سامنے والی گلی میں پارک کی تھی اور اُسے اُسے شہلا کے گئے تھے۔ غراڈ نے دیر بعد لڑکی کا اسکوٹر پھر اُس پر ہی پلٹ آیا۔ اور اتفاق سے اس بار اس نے بھی اسکوٹر وہیں رکھا جہاں مسٹر اور چوہان کی گاڑی پارک تھی۔ لیکن وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ اسکوٹر وہیں چھوڑ کر وہ ٹی شہر کی طرف بڑھ گئی۔ غراڈ اور چوہان جہاں تھے وہاں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اُسے ٹی شہر میں کے پاس باغ میں داخل ہوتے دیکھا۔ جہاں شہلا چوہدری کی اور آپ کی گاڑی پارک تھی۔ وہ دونوں اگست ہو گئے۔ چوہان جو دوسری پوزیشن پر تھا۔ اُس نے اُسے اپنا اسکوٹر بھی وہیں روکے دیکھا تھا۔ جہاں خود ان کی گاڑی پارک تھی۔

دکھائی کہ مختصر کردہ عمرانی ملہری سے بولا۔

"پھر برا جناب کہ چوہان نے اسکوٹر کی بیڑی سے ٹریسٹل سے وہ پیسہ نکال دیا جو غراڈ نے اسے ٹائٹ کرنے کے لئے لگایا تھا۔ اتفاق سے اس وقت وہاں بالکل

واقعی وہ ایک سفید فام لڑکی تھی اُس کی شکل ملی سے چوہان اور غراڈ کے کاروبار آئی تھی اور پھر اُسے اسکوٹر سمیت سائیکو منیشن میں پہنچا کر وہاں تک حالات میں ڈال

سنا تھا۔ گڑیاں بھی نہیں گذر رہی تھیں۔ اس لئے وہ سب کچھ رہاسانی ہو گیا۔ پھر
 تھوڑی دیر بعد انہوں نے رات کی کو پاشی کاٹنے سے برآمد ہونے دیکھا۔ وہ گلی میں پہنچا
 بھی تھی کہ شہلا چوہی کی کار پاشی کاٹنے سے برآمد ہوئی۔ اور اس نے نہانا کھڑکھڑات
 کرنے کی کوشش کی اور جب اشارت نہ ہوا تو ہمیشہ کے ترشیل کو چھڑنا شروع کیا۔ شہلا
 کی گاڑی ٹکل ٹکل چلی تھی۔ اس کے بعد وہ بھی ترشیل کے ساتھ وہی کرنے جاری تھی جو تارا
 نے کیا تھا۔ کہ ان دونوں نے اسے اکیلا۔ اب شہلا بات اس کی کہہ گی اگلے تھی۔ اس
 لئے مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئی۔ بہت تیز معلوم ہوتی تھی۔ جو ڈوکر لئے پر بھی ڈکترس
 رکھتی ہے۔ بڑی مشکوک سے قابو میں آئی۔ چہاں کہ اس پر ڈاکٹرنے چھٹی پرکھی تھی
 جب بیہوش ہو گئی تو اس کی گناہی میں ڈال دیا گیا۔ میں نے جرنیا کو ہمیت دی ہے
 کہ اسے حکمتی حالات میں ڈال دیا جائے اور آپ کے علاوہ اسی سے کوئی بھی مشکوک
 نہیں کر سکتا۔

”یہ تم نے بہت اچھا کیا۔“ کہہ کر عمران نے سر لیڈر کو ڈیل پر رکھ دیا۔
 تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی سائیکو میٹش کی طرف جا رہی تھی۔ اور اب وہ
 راشہ پٹھان کے میک اب کی بجائے سائیکو میٹش کے ایک ماہر نجیات کے میک اب پر تھا
 جس وقت وہ سائیکو میٹش کی عمارت میں داخل ہوا تو اس کی پریشانی تھی۔ اسے دیکھتے
 ہی اندھ بیٹھی۔

”میں کہاں ہوں اور تم کون ہو۔ میرے ساتھ جو غیر قانونی حرکت ہوئی ہے اس
 کے لئے تمہیں سزا سنائی دے گی۔“
 ”آؤ تم سے میری وجہ۔“ عمران نے ہاتھ اٹھا کر نرمی سے کہا ”یہ وہی مصلحتی کا
 ہسپتال ہے۔“
 ”اچھا تو پھر یہاں پر کیا کام۔ میں نے اسی لئے کہا ہے کہ جہد معاش نے مجھ پر حملہ کیا
 تھا۔ میں اس کا مقابلہ کرتی رہی جب کچھ پتا چلا تو پتا لگے کہ اس نے ڈاکٹر کو چھپائی اور میں
 بے ہوش ہو گئی۔“

”ہاں تم بے ہوشی ہی کی حالت میں یہاں والی تھی تھیں۔ وہ یہ معاش نہیں تھے بلکہ
 ان کا تعلق ایک سرکاری ٹکسے سے ہے جو جرنی امراض میں شہلا کو گولی کے بارے میں چھان
 بین کر کے انہیں جبراً یہاں لے آئے ہیں۔ اور یہ بھی ایک سرکاری ادارہ ہے۔“
 ”تمہاری باتیں میری کچھ نہیں تو نہیں آرہی۔“
 ”دیکھو یہ سب کچھ ایک معزز آدمی سر راشہ پٹھان کی شکایت پر ہوا ہے کہ کہہ کر
 تم اس کی عمر پر شہلا چوہری کا تعاقب کرتی ہو۔“
 ”نقشہ لوگوں نے نہ دیا تو تمہیں لگا کہا۔“ اچھا تو یہ بات ہے؟“

”ہاں یہی بات ہے۔۔۔۔۔“
 ”تب تو پھر راشہ پٹھان میرا قریب ٹھہرا۔ اور بڑی ڈھٹائی سے بولی۔“
 ”اے اے تو تم واقعی اس لڑکی شہلا چوہری کا تعاقب کرتی ہو۔“
 ”بہت دلوں سے۔ جب سے کہے دیکھا ہے وہ کچھ بہت اچھی لگتی ہے۔ ڈل
 کے ہاتھوں مجھ پر چلی۔“

”تو اس سے گفت و گو کیوں نہ حاصل کر لیا۔“
 ”صورت سے معزز ہی تو تھی ہے۔ اگر گھاس نہ ڈالی تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔“
 ”اب تم ملو ہی بناؤ کہ تمہارے لئے وہی شہلا نہ ضروری ہے یا نہیں۔“
 ”وہ کچھ نہ ہو گی۔ سر جھانکے بھی بیٹھی رہی۔“
 ”یہ ایک غیر ملکی اور غلط رکھائی ہے۔ کیا تمہارے باپ اور بھائی بہت

ظالم ہیں۔۔۔۔۔“
 ”بہت زیادہ ڈاکٹر۔“
 ”کس ملک سے تعلق رکھتی ہو۔۔۔۔۔“
 ”جس سے شہلا سے۔“
 ”کونسی دکان کے مرد تو جو شہلا سے ہوتے ہیں۔“
 ”سب نہیں ڈاکٹر کچھ تو انتہائی درجے کے اذیت پسند ہوتے ہیں۔ اب میرے

اپنی کوئی اور ڈراؤ سی بات نہ ہو گی میری اور کسی اور کو مانا پیش نہ کرے۔

”تم نے اچھا کیا نام نہیں بتایا۔“

”تم نے کچھ کہا تھا۔ وہ سنا کر بولی میں کھرا لکھیں ہوں۔“

”لیکن یہ نام سوئیڈش تو نہیں معلوم ہوتا۔“

”میری پیدائش انگلینڈ میں ہوئی تھی۔ میرا باپ اسی دنوں سفارت خانے میں ملازم تھا۔“

”اس وقت بھی وہ اذیت پسند تھا۔“

”کیا باتوں کو اکثر میری پیدائش بھی اس کی اذیت پسندی کا نتیجہ ہے۔ میری ماں

پورے دن سے تھی کہ ایک روز میرے ظالم باپ نے اس کے پیٹ پر ہلکا کر دیا۔“

”میں میری ماں سے کہنے لگی تھی اور مجھے شہنشاہی دے دیا۔“

”جنگ سے بعد وہی ہے لڑکی۔“

”لیکن میں ساری دنیا کے مردوں سے شدید نفرت کرتی ہوں۔“

”مذہب۔ مذہب۔ وہ سنا کر بولا۔“

”تو پھر تم مجھ سے میرا یہ کہہ سکتے ہو کہ میں یہ ناگزیر ہے۔“

”میں مجھ پر لڑکی ہم صوفی سوئیڈش کی طرح ہمد سے یہاں کافی حیثیت

نہیں رکھتی۔ قابل مزاحمت ہے۔“

”میں میں اسے دیکھتی ہی تو ہوں۔ کبھی مٹی مٹی کی کوشش نہیں کی۔“

”کیا تم ہر وقت دشمنانے سے رہتی ہو۔“

”ہاں ڈاکٹر میرے ہاتھ ہر وقت تھکاتے رہتے ہیں۔ اگر دستانے نہ پہنوں

تو ہاتھوں میں درد ہونے لگتا ہے۔“

”اچھی بات ہے تو فی الحال ہم اس کا علاج کریں گے۔ تم سے تمہارا کچھ

نہیں چھینیں گے۔“

”ڈاکٹر! لیکن میں اس شخص سے ضرور ملنا چاہوں گی جس کی شکایت پر

یہاں پہنچائی گئی ہوں۔“

”تمہاری یہ خواہش فوراً پوری کر دی جائے گی۔ ڈاکٹر اشتیاق بولا۔“

”اچھی سمجھتا ہوں۔“

”ڈاکٹر چل گیا اور اس نے قتل میں کبھی گھومنے کی آواز نہ لی۔ دفعہ اس کے چہرے

رنگت دل گئی۔ کچھ عرصے سرخ تر رہیں اور وہ کسی جھوٹی شہین کی طرح غواہ گئی۔“

”شوخی جو بعد روزانہ ہر کھلا اور عریان دانش پیمان کے میک اپ میں اندر

نکل پڑا۔“

”اسے دیکھتے ہی وہ چہرہ معمول پر آگئی۔ عجیب سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر

آگے آئی۔ کیونکہ کبھی ہی نظر نہیں دے اسے اول درجے کا بیوقوف لگتا تھا۔ اس کی

بھول کی بناوٹ بھی ایسی تھی جیسے پیدائشی احمق ہو۔“

”تم دانش پیمان ہو۔“ اس نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔

”بیب... بیب... باکل...“

”میرے ساتھ یہ بولنا دیکھو کیا ہے۔“

”تم لنگھتی ہو۔“

”کیا مطلب...؟“

”شہلا کا بچہ کیوں کرتی ہو؟“

”وہ مجھے ابھی گھتی ہے۔“

”ارے واہ کیا بات ہوئی۔ یہاں عورتیں عدوئوں کا بیچا نہیں کرتیں۔ ہم

عزت مند لڑکی ہیں۔“

”جہاں کرو۔ لیکن میں سوئیڈش ہوں جہاں سے یہاں ایسی کوئی پابندی نہیں۔“

”تو ہم سوئیڈش ہی چلی جاؤ۔“

”اسے بھی ساتھ لے جاؤ گی۔ تم کو کچھ لینا۔“

”ارے جاؤ... لے جاؤ... وہ میری ہونٹوں والی جھگڑ رہی ہے۔“

”تم جلد ہماری سنگینی کا اطلاق ہر جگہ سے لگاؤ۔“

"اس کے باوجود بھی میں اسے یہاں نہیں رہنے دوں گی۔ تمہارا دل چاہے
 تو تم بھی چلو۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ ہم دونوں مل کر اسے چاہیں گے۔"
 "ہم... میں اپنے والد صاحب سے پوچھ کر بتاؤں گا۔" عمران بوکھلا کر بول
 "اچھے بڑے ہو گئے ہو اور اب بھی باپ سے پوچھ کر بتاؤ گے۔"
 "ہاں ہمارے ہاں یہی ہوتا ہے۔"
 "تم مسلمان لوگ بھی عجیب ہو...!"
 "تم مسلمانوں کے بارے میں کیا حاور...!"
 "میں نے قاعدہ اسٹڈی کی ہے۔ اور کچھ دنوں تک مسلمان بھی رہ چکی ہوں۔
 کچھ دنوں تک کی کیا بات ہوتی۔"
 "ایک انڈونیشیائی لڑکی سے محبت ہو گئی تھی۔ اسے مزہ متاثر کرنے کے لئے
 اس کے بعد...!"
 "در اصل میں کسی بھی مذہب سے تعلق نہیں رکھتی۔"
 "خیر مجھے کیا؟" عمران شانے سکڑ کر بولا۔
 "لیکن تم لوگ بڑی عجیب قوم ہو۔ کہتے ہو کہ ساری دنیا کے مسلمان
 ایک قوم ہیں۔"
 "ہاں ہیں۔ بالکل ہیں۔ یہاں عمن یا میں سے قوم نہیں بنتی۔ بلکہ دین بنتا
 ہے قوم..."
 "میں یہ کہہ رہی تھی کہ تمہارے یہاں اخوت و مسادات کے بڑے چرچے
 ہیں۔ لیکن تمہاری قوم کے کچھ بڑے صد افراد فقر و فاقہ اور صبر و قناعت کے
 زندگی گزارتے ہیں اور کچھ بڑے فی حد کا یہ عالم ہے کہ وہی ہر میں دو ڈھائی پونے
 میونڈر اپنے کپڑوں پر اسبڑے کر ڈالتے ہیں۔ دودھ کیوں جاؤ حال ہی میں
 تمہارے ملک سے لاکھوں روپیوں کے شکاکی باز خریدے گئے ہیں۔"
 "اے وہ تیل والے عرب جھانٹتے۔"

"تمہاری ہی قوم کے فرد تھے۔"
 "بالکل تھے۔"
 "تو پھر یہ کیسی آخرت و مسادات ہے کیا وہی رقم جوازوں پر مصانف کی گئی
 تمہاری ناقہ زندہ آبادیوں کے کام نہیں آ سکتی تھی۔"
 "یہ معاملہ بڑا پیچیدہ ہے۔"
 "آخر کیوں پیچیدہ ہے۔"
 "ہاں دراصل یہ ہے کہ ہمارا صحیفہ آسمانی انہی کی زبان میں اترتا ہے
 اور تم یہ بھی جانتی ہو گی کہ عربی کے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی ہیں۔ جو سنا
 ہے بعض الفاظ سے تیل والوں کو اس کی چوٹ مل گئی ہو۔"
 "مجھ سے نہیں اڑ سکتے۔ میں نے بہت پڑھا ہے۔ مال کے بارے میں
 تمہارے یہاں بنیادی اصول یہ ہے کہ سارا مالی خیرا کا ہے۔ اور لوگوں کے پاس
 ان کے امانت کے طور پر رہتا ہے۔ اور اسے صرف انہی کے احکامات کے
 تحت صرف کیا جاسکتا ہے۔"
 "عمن بظاہر جھانٹنے لگا اور وہ ہنس کر بولی۔ ساری دنیا کے مذاہب کا
 لٹریچر اکٹھا کر دیا جائے تو اسلامی لٹریچر کا عشر عشر بھی نہ ثابت ہوگا۔ اس کے باوجود
 میں تم لوگوں کا یہ حال ہے۔"
 "عمران کا سارا جسم سینے سے جھیک چکا تھا۔ بار بار متحرک نکل دیتا تھا۔ وہ
 پھر کہنے والی تھی کہ دواؤں کے پھر کھلا اور جولیانا فشر وائر زس کے لباس میں
 خود داخل ہوئی۔"
 "اوہ۔ تو جج یہ کہتی ہے کہ یہاں ہی ہے۔" کلارا چونک کر بولی۔
 "ہاں ججی اور کیا ہم جھوٹے نہیں ہیں۔ یہاں ذہنی امراض کا علاج چرتا
 ہے۔" عمران نے کہا۔
 "جولیانا عمران سے کہا: انہیں کلینک میں چلانا ہے۔"

کلارا اٹھتی ہوئی بولی: "مرد ضرور۔۔۔ میں دیکھوں گی کہ تم میرا یہ کونسا
کچھ دہر کرتے ہو۔"

وہ دلداری میں نکل آئے اور کلارا چادروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"عمامت شاعرانہ گنتی ہے کیا میں پوری علمت دیکھ سکوں گی؟"

"مرد ضرور۔ ایک ایک کرہ۔" جولیانے کہا۔ "اچھا تو چلو چلے تمہیں
پہلی نکلت ہی دکھادی جائے۔"

تہارا، جوت بہت شکریہ۔

کلارا اور جولیان ساتھ ساتھ سٹریٹ پر تھیں اور عمران ان کے پیچھے تھا۔ وہ
ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئی اور عمران وہ دوازسویں منزل پر لے گیا۔ لیکن جولیان

کو بولی: "آؤ تم بھی آؤ تم کو حمارے اکیاراج کے دوست کو۔ تم سے کیا پردہ۔"

عمران ہچکچاہٹ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ جولیان نے دروازے

بند کر دیا۔ اور کلارا سے بولی: "کلوز سرکٹ فی وی پر میں تمہیں پورا لکھ سکوں
دکھا دوں گی۔"

تم لوگوں نے بھی خاصی ترقی کر لی ہے۔" کلارا کے لیے یہ حیرت انگیز

جھپٹیں آج، سکرپ لے لے۔ وی کاسٹنگ آن کر دیا گیا۔ جولیان رپورٹ کنٹرول آف

کر رہی تھی۔

سب سے پہلے حیرت گاہ کا منظر دکھائی دیا۔ پھر وہ کمرے دکھائے گئے

جہاں سرپیس آؤٹ مائنس کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اچانک کلارا کے حلق سے

گھٹتی گھٹتی سی آواز نکلی اور عمران بھی حور فرودہ لیے میں۔ مانی فادر کہہ کر وہ

کیونکہ اس کمرے میں ہمیشہ سانسپ ڈسٹ پر ریگ رہے تھے۔

"اس کا کیا مطلب ہے؟" کلارائے پوچھا۔

"بعض مریضوں کا طریق علاج۔"

منظر بھر رہا۔ اس کمرے میں بہت بڑے بڑے گوشت خوردہ

مردہ جیسے پرفٹے پڑ رہے تھے۔

"حدایا۔ یہ بھی طریق علاج ہے۔" کلارا آہستہ سے بولی۔

"ہاں۔ یہ بھی ہے۔" جولیانے کہا اور اس منظر کو فریڈ کر دیا۔

"کیوں کیا۔ میرا طریق علاج یہی ہو گا۔"

"میں یہ بات نہیں۔ دراصل ہمارے جوت کی کال آنے والے ہیں۔ وہ تم سے

گفتگو کرنا چاہتا ہے۔"

دھتے کرے میں اس کی آواز کی گونج گئی۔ پھر ایکسٹو یعنی ایک

خیرہ کی آواز آئی۔

"شام بخیر میں ڈکسن۔"

"شام بخیر مسٹر جیف۔" کلارائے مضحکہ اڑانے کے سے اذہر میں

جواب دیا۔

"تمہیں یہاں کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔"

"ابھی تک تو نہیں ہے۔"

"اور اس ڈکسن آپ کی بات؟"

"کیا مطلب۔ مسٹر جیف۔"

"تمہارا اس بلیک میلر سے کیا تعلق ہے جس نے ڈاکٹر ڈیوڈ کو

قتل کر دیا؟"

"میں یہ نام پہلی بار سن رہی ہوں مسٹر جیف۔"

"کیا تمہیں چوبیس دن کے کمرے میں بند کر دیا جائے؟"

"وہ کس لئے مسٹر جیف۔"

"کچھ بات اگلوٹنے کے لئے۔ نرزی منظر کو ڈی فریڈ کر دو۔"

"فی۔ دی پھر چلنے لگا۔ چہرے کے کلاس چوٹ کرمانے کے لئے۔"

ہاں میں ابھڑ پڑے تھے۔ ایک دوسرے پر غصہ کر رہے تھے۔

تور مجبور کرتی ہوئی یہاں سے نکل جاسکے گی۔ لاؤ رمیوٹ کسڑول ادھر لانا
 حاکم بھاؤ۔ اور مسلح آدمیوں کو ہوشیار کر دو۔
 جولیا نے فوراً تعمیل کی۔ بڑھرتی۔ وی کی اسٹری کا مظہر مشتاک تھا
 کلار نے فنڈوں چوہوں کی ٹانگیں چیر چیر کر انہیں دوسرے چوہوں کی طرف
 اُچھال دیا تھا۔ ارورہ اُن پر لوٹ پڑے تھے۔
 کلار نے پھر کھر سے کی طرف دیکھا۔ عمران کو اُس کی آنکھیں اُنی آنکھوں
 میں چھپتی ہوئی کسی ٹھوس ہڈی تھیں۔

دکھو تو اب ان چوہوں کو کھل کر رکھ دوں۔ کلار نے بلند آواز سے
 عمران خاموش رہا۔ وہ اُسے دیکھ نہ سکتی۔ لیکن آواز بہر حال سُنی
 لیتی اور عمران بحیثیت راشد پشمان یہاں اپنے اعتبارات کا مظاہرہ سہی
 کرنا چاہتا تھا۔ دعتہ حشر کا الارم بجنے لگا۔

ادھر کلار کی ایک ہی ٹکڑ سے کمرے کا دروازہ پاش پاش ہو گیا۔
 عمران نے رمیوٹ کسڑول کے سارے سوچ آف کر دیئے اور ٹی وی کا مسکر
 تاریک بھگیا۔ پھر وہ خامی کو کھل پٹ کے ساتھ اس کمرے سے نکل جاتا تھا۔
 اس نے نائی گونی کی تڑخاٹ سنی۔ ساتھ ہی کلاما کے قہقہے بھی سُن
 تھا۔ کئی ایسی چیخیں بھی سُنیں جیسے چلنے والے دم تور رہے ہوں۔

وہ دیوہوں کی طرح ادھر ادھر دوڑتا پھیر رہا تھا لیکن کلار سے مدد نہ
 نہ ہوئی۔ آخر وہ اپنے مخصوص کمرے میں جا گھسا اور وہ دوازہ مقفل کر کے مائیک
 پر ایکسٹرنل آواز میں چیخنے لگا۔ "اے نکل جانے دو۔ روکنے کی کوشش نہ
 کرو۔ یہ بھی سٹیزا دیں گئی ہے۔"

پھر شاؤ اس کی بدانت پر فوری طور پر عمل مہیا تھا۔ اور کلار کے راستے
 کی رکاوٹیں جو دھوکہ دہر موت کی جلی گئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد سائیکو پینش ہو قبرستان کا سامنا جاری ہو گیا تھا۔

اور پھر آخر میں باج مسلح اہلیوں کی موت کی خبر مل

حوالہ نے اپنے کمرے سے نکل کر جولیا کی تلاش شروع کر دی۔ لیکن اس کا
 کہیں پتا نہ تھا۔ آخر کسی سے بتایا کہ وہ اُس لڑکی کلار کے کادھے پر بے کوش
 پڑی تھی۔

و خدا کی پناہ۔ عمران بڑبڑاتا رہا اُسے بھی لے گئی؟

سب سے زیادہ فکر اُسے اس بات کی تھی کہ اب سائیکو پینش کا
 بھی آشکار ہو جائے گا۔

آئی ایس آئی کا ڈاکٹر جیجینی سے سرسبز کلب کے وان پر ٹہل رہا تھا
 شاؤ کسی کا منتظر تھا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیک گاڑی کیا فونڈ میں داخل ہوئی اور پارکنگ
 لائٹ پر جا رکی۔ اس پر سے ایک عہدہ کروا لہوڑھا اُترا اور چھری ٹیکٹا دوا کر
 میکی کی طرف بڑھنے لگا۔

• اسلام ملیکہ کرنل صاحبہ۔ اس نے قریب بیچ کر کہا۔

• دیکھ اسلام! میں نے آپ کو پہچانا ہے۔

• حالانکہ آپ میرے ہی منتظر تھے۔

• ہاں نہیں۔ خدا کی پناہ۔ سر عمران۔

• مجبوراً بہر و پادین کا مظاہرہ کرنا پڑا ہے۔ وہ شاؤ میں آپ تک پہنچ ہی نہ
 سکا۔ ایسا گناہ ہے۔ جیسے اچھا مشہور ای بی لوگوں کا ایجنٹ بن گیا ہو۔

• پچھلے چلنے۔ اندر بیٹھ کر گفتگو ہو گی۔

وہ اُسے اپنے مخصوص کہیں میں لایا اور عمران اُسے شروع سے اسب تک لک کہانی سناتے لگا۔

کرل فیضی بار بار پیشانی سے پسینہ پر نگہ رہا تھا۔ آخر عقرانی ہوئی آواز میں بولا۔

”کیوں نہ اُس عورت وریل کو گرت کر لیا جائے۔“ وہ بہت باخبر لوگ ہیں کرل صاحب! اُس سے قبل ہی وہ بھی مار دی جائے گی۔

”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔“

”دیکھیے کرل صاحب ہم سب ایک ہی کار کے لئے کام کرتے ہیں۔ ہمارے درمیان صرف طریق کار کا اختلاف ہے۔“

”میں سمجھتا ہوں سر عمران۔ لیکن آخر یہ لوگ کیا ہیں؟“

”جی کر حقیقی جلد فکرن جو آپ سنگزاد کو اپنی تحویل میں لے لیں۔ یہ مارا آدھرا اسی سلسلے میں ہوا ہے۔“

”تحویل میں لے لینے کے بعد کیا کریں گے؟“

”آپ کر صرف اس پر نظر رکھنی پڑے گی کہ وہ اُسے کیوں آپ کی تحویل میں دینا چاہتے ہیں۔“

”کرل فیضی کسی سوچ میں پڑ گیا۔ اور عمران نے کہا۔“ ہائیکو مینشن کی حفاظت بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔ ابھی تک کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ مختار کی لڑکا کارخانے کے چمکے سے تعلق رکھتی ہے۔ عام آدمی بھی سمجھتا

چلا آیا ہے کہ وہاں نفسیاتی مریضوں کا علاج ہوتا ہے۔“

”ابھی بات سے سر عمران میں بیس سپاہیوں کا دستہ وہاں کے لئے مقرر کر دیں گا۔ لیکن آپ وہاں کا سربراہ کون ہے؟“

”اُسے آج تک کسی نے دیکھا نہیں ایکسٹو کہلاتا ہے۔ بذریعہ لون ہیں مہادیات دیتا ہے۔“

”تو آپ اسی کی مہادیات پر جمے ہیں اس حد تک کھل گئے ہیں۔“

”ظاہر ہے۔ سب کچھ اُس کے حکم پر چلتا ہے۔“

”اچھا سر عمران اب ہم سنگزاد کیوں کر لے سکتے ہیں؟“

”لے لیں گے۔“

جولیا کر ہوش آیا قاسم نے خود کو ایک کرسی پر بیٹھا ہوا پایا لیکن لاکھ کوششوں کے باوجود بھی وہ اُس پر سے اُٹھ نہ سکی کیونکہ اس کے ہاتھ

پر برقی طرح جکڑے ہوئے تھے۔ کرسی کی بناوٹ صاف بنا ہی تھی کہ وہ کنفیوژن میں رہے۔ جولیا کانپ کر رہ گئی۔ ساتھ ہی اس کے چہرے پر اتنی

تیز روشنی پڑی کہ آنکھیں بند کر لینے کے باوجود بھی روشنی کی شعاعیں اُس کی آنکھوں کو چھیدنے لگیں۔

”دفعتہ وہ چیخنے لگی۔ چکر کرسے میں اندھیرا چھا گیا اور آنکھوں کی تکلیف بتدریج معدوم ہوتی چلی گئی۔ ہاتھ پیروں کی جھان پھل کر رہ گئی تھی۔“

”وہیں بالکل آزاد ہو گیا تھا۔“

”دفعتہ اندھیرے میں ہی کسی نے سوال کیا۔ تمہارا نام کیا ہے؟“

”جولیا تا فخر دلائی۔“

”کسی کے لئے کام کرتی ہوں۔“

”حکمران خاں کی سیکرٹ سرورس کے لئے۔“

”سائیکو مینشن کی اسلیٹ جتاؤ۔“

”وہ پرہ سے ہمارے چمکے کا۔ بظاہر ذہنی امراض کا علاج کرتا ہے وہاں۔ اسی مناسبت سے اس کا نام سائیکو مینشن رکھا گیا ہے۔“

• ملی عمران کا تم لوگوں سے کیا تعلق ہے ؟

• وہ بھی اسی ادارے کا ایک ممبر ہے ۔

• بلیک میل نہیں ہے ۔

• سرگز نہیں ، لیکن نہیں مروت پر زہی کرتا ہے ۔

• تمہارا چیف کلن ہے ؟

• اکیس تو ... !

• یہ کو ڈنم ہے ۔ اصل نام تاؤ ۔

• ہم سے کوئی بھی نہیں جانتا ، نہ آج تک کسی نے اسے دیکھا ہے ، افون پر

اس سے ہمیں ہدایات ملتی ہیں ۔

• اچھا آب تم سو جاؤ ۔

جوبیا کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں ۔ اور وہ ذرا ہی دیر میں بے خبر ہو گئی

دوسری بار آنکھ کھلی تو خود کو کسی پارک کی بج پو پڑا پایا ۔ صبح چوسے والی مٹی

وہ بوکھلا کر لڑ پڑی اور پارک سے باہر نکلنے پر اندازہ ہوا کہ وہ سائیکو مینشن سے

زیادہ فاصلے پر نہیں ہے ۔ اس نے ایک ٹیکسی رکوائی اور ڈرائیور کو سائیکو

مینشن کی بجائے اپنے بچنے بچنے کا پتہ بتایا ۔ ذہنی حالت ٹھیک تھی ۔ اور اسے

سب کچھ یاد تھا ۔ وہ سائیکو مینشن کا دروازہ کھل چکی تھی ، عمران کے بارے میں کئی

نامعلوم آدمی کو سب کچھ بتا چکی تھی ۔

گھر پہنچ کر پتا نہیں کس طرح اس نے ڈرائیور کو ادائیگی کی مٹی اور صدر

دروازے کا قفل کھولا تھا ۔ اب اس کے ذہن میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں

تھا کہ کسی کس طرح سب سے پہلے عمران سے رابطہ قائم کرے ۔

اس نے جیسے ہی سنگ کے روم میں قدم رکھا ، اچھل پڑی ۔ عمران ایک

صوفے پر گھڑی سا بیٹھا سو رہا تھا ۔

جوبیا نے طویل ماسٹی ۔ اور سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر اسے بغور

دیکھنے لگی ۔ اس وقت وہ میک آپ میں نہیں تھا ۔ آخر یہاں جس کی موجودگی

کا کیا مطلب ہو سکتا ہے ۔ وہ سوچتی رہی اس سے تو یہی سمجھا جا سکتا ہے

کہ اسے اس کی واپسی کا یقین تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ سیدھی گھر ہی

آئے گی !

اس نے بڑے پیار سے عمران کو آواز دی ۔ اور وہ پہلی ہی آواز پر

بڑبڑا کر اٹھتا ہوا بڑبڑایا ۔ اسے باپ سے کس نے پہچان لیا ۔

• جوش میں آؤ ۔ میں جو لیا ہوں ؟ جوبیا نے کہا ۔

• اندھیرے میں کچھ سمجھائی نہیں دیتا ۔ بچہ جلاؤ ۔

جوبیا نے اٹھ کر بلب روشن کر دیئے اور عمران آنکھیں کھل کر اسے دیکھتا

ہوا ۔ جوبیا ... یعنی تو بائبل فکٹر مار ہو ۔

• ہاں عمران ! اس نے میرے پیار سے کہا ۔

• خدا تمہاری عمر دراز کرے ۔ میں تو مایوس ہو گیا ۔ مجھے اطلاع ملی

تھی کہ وہ سنگزادی تمہیں اٹھا لے گئی تھی ۔

• مجھے کچھ بھی یاد نہیں عمران ، میں نے یہ کیا تھا کہ خطرے کا الارم

بجا دیا تھا ۔ اس کے بعد کچھ بھی یاد نہیں ۔ اور میں مجبور تھی ۔ اس غلطی پر جو

میں نے سرزد ہوئی ۔

• میں کچھ رہا ہوں ۔ شاید کنفیوژن چیز ۔ !

• خدا کی پتاہ !

• کسی بات کی پرواہ نہ کرو ، جب تک میں زندہ ہوں ۔ اکیسٹونے اگر

میری عمر میری کارروائی تمہارے خلاف کی تو اس سے بھی نیٹ لوں گا ۔

• شکریہ ! عمران مجھے تم سے ہی امید تھی ۔

• جو کچھ انہوں نے پوچھا تھا نہیں یاد ہے ؟

• لفظ بلفظ ... !

ہزارہ آباد ہو گا۔ مزاروں بائیں لکھ دیا کر سکا رہا۔
 میں شروع ہو گئی بیہوشی وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

کھڑا رہا۔

ایک در سے سے گزرنے کے بعد وہ ایک عمارت میں اترتے چلے گئے۔ اور
 یہ عمارت کیا تھا۔ ایک عجیب سی دنیا تھی۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہولی وڈ
 کی کسی سائنسی فلم کے سیٹ پر پہنچ گئے ہوں
 کلارا کو ایک آرام دہ کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ وہ اطمینان سے لیٹی چھت
 کی طرف بکھٹی رہی۔

تھوڑی دیر بعد ایک ڈاکٹر دو برسوں صحت دہاں پہنچا اور اس کا معائنہ
 کرنے کے بعد بولا۔ "جو تو ناکرشل کام نہیں کر رہا اور کوئی خاص بات نہیں ہے۔
 وہ جو کچھ بھی ہو اسے جلد از جلد ٹھیک کر دیا جائے۔ کلارا اسے کسی قدر شکارت
 پہنچے میں کہا۔

"ایسا ہی ہو گا مادام۔ آپ بے فکر رہیں۔ صرف تین دن لگیں گے۔ دراصل
 دوسرا کرشل لگانا پڑے گا۔"

"جو ناکرشل منافع ہونے کی بنا پر میں عمارت کی صلاحیت کھو بیٹھی تھی
 دیکھو ڈاکٹر۔ اگر دوسری بار ایسا ہوا تو نیکی کے نام دس وارم خود ہو گئے۔"

"ناممکن مادام! اب ایسا نہیں ہو گا۔ وہ کرشل ہی ونگوں کی بنگلہ میں
 تیار کرائے گئے تھے۔ انہیں ضرور سزا ملے گی۔ اور اب سارے کرشل تبدیل
 بھی کئے جائیں گے۔ پرسوں صبح سے آپ کو صرف آرام کرنا ہو گا۔ سچی کراپریٹس
 قیصر۔"

"زیادہ لمبی تقریر کی ضرورت نہیں! کلارا ڈاکٹر کو ہاتھ اٹھا کر بولی۔ مجھے
 علم ہے۔"

اور ویسے آج اور کل آپ اپنے سارے مشاغل جاری رکھ سکتی ہیں۔
 کلارا نے ہزاری سے اس طرح انکھوں کو جنبش دی۔ جیسے کہہ رہی ہو

"دفعہ ہر حادثہ"

ہیلی کو بیٹر ملکی فریج کا ترہتی پہلی کو پٹر معلوم ہوتا تھا۔ اس پر اسی قسم کے
 نشانات تھے۔ لیکن حقیقت کیا تھی خدا ہی جانتے۔ کیونکہ اس پہلی کو پٹر کو جو شخص
 رہا تھا۔ اس کے پہلوں کلارا ڈاکٹر بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ بالکل ویسی ہی تھا جیسی
 کے جسم پر فوجی وردی نہیں تھی۔ ہیلی کو پٹر شمال مغرب میں پر ہار کر رہا تھا
 جلد ہی پیادوں کے سلسلے شروع ہو گئے۔ لیکن بالکل ہی مشافی کا مظاہرہ کر رہا
 کبھی نہیں کلارا اسے تو کئی بھی تھی۔ لیکن وہ نہیں کر سکتا۔ ٹھکر نہ کیجئے اس میں یا یہ کہ
 ٹھکر نہ کر سکیں۔ اپنی فنی مہارت کا مظاہرہ کرتا رہا ہوں۔
 چھری غلط طور پر!"

"بہت بہتر ہے!"

ہیلی کو بیٹر پر ہار کر رہا رہا واقعی وہ بے حد مشافی تھا۔ وہ اس علاقے کی
 پہلی کو پٹر اڑانا کا رستہ دار۔
 بالآخر ایک جگہ پہلی کو پٹر نے لینڈ کیا۔ یہ جگہ خاصی مسطح تھی۔ یہی عمارت
 مستقل طور پر پہلی پڑی کی حقیقت سے استعمال کی جاتی تھی۔

دفعہ کسی طرف سے چھ آدمی نمودار ہوئے جن کی رنگ بھینکوں میں
 کرنے دلوں کی سی تھی۔ انہوں نے ایک سطر پر بھی اٹھا رکھا تھا۔ وہ پہلی کو پٹر
 قریب پہنچے اور کلارا ڈاکٹر کو ٹہری احتیاط سے ہمارا کمرہ پر ہٹا دیا۔ تاکہ
 اتنی ہی صحت مند نظر آتی تھی کہ جہاں بھی جانا چاہتی پیدل ہی جا سکتی تھی۔
 اس طرح اٹھا کر وہ ایک طرف پہلی پڑے اور پہلی کو پٹر پہلی پڑی ہو

شہلا چھوڑی کا باپ شام کی جانے لپ کر اٹھ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ شہلا بھی میز پر موجود تھی۔ شہلا نے اسے فون اٹھ کرنے کا اشارہ کیا لیکن وہ سر ہلا کر بولی۔ "نہیں آپ ہی دیکھئے۔ دھنہ اگر اس بلیک میلنگ آواز جوں تو مجھ سے گامیاں ہی سنے گا۔"

"آب بار بار بلیک میل نہ کیا کرو چنانچہ کب کس کے سامنے زبان سے نکل جائے اور ہم دشواری میں پڑ جائیں۔" اس نے اپنا نام جیکو اور بتایا ہے۔ فون کی گھنٹی بدستور بج رہی تھی۔

شہلا نے کان ریسپونڈ کیا۔ اندھڑا نے غصوں کیا۔ اس کے چہرے کی رنگت بدل گئی ہے۔ تو جیکو بلیک میلنگ کی کال تھی۔

شہلا زکھ رہا تھا۔ یقین کرو میں نہیں جانتا۔ وہ گھٹن ہے۔ اس کے بہتر سے ملنے والوں سے عاقبت نہیں ہوں۔ تم اس سے پوچھ لو۔ ہاں موجود ہے۔

شہلا نے ماؤتھ پیس کر تھیلی سے ڈھانک کر آہستہ سے کہا۔ وہی ہے پوچھ رہا ہے کہ راشد پتھان کون ہے؟

وہ تیزی سے آگے بڑھی اور ریسپونڈ باپ کے ہاتھ سے لے کر بولی۔ ہاں میں شہلا بولی رہی ہوں۔ کیا بات ہے؟

"راشد پتھان کون ہے؟"

"میرا دوست ہے۔"

"صوف دوست...؟"

"اس سوال کا مطلب؛ شہلا کو طرہ آگیا۔"

"اس سوال کا مطلب یہ کہ وہ خود کرتا رہا سنگین کہتا ہے۔"

"ہاں وہ کئی بار مجھ سے شادی کی درخواست کر چکا ہے۔ لیکن چونکہ ڈیڈی کے سسٹمز کا نہیں ہے۔ اس لئے میں ابھی سوچ رہی ہوں۔"

"تھارافرٹ کون بھی ہے؟"

"ارے وہ تھوڑا سا سخرہ بھی ہے۔ لیکن اس نے کس سے کہا ہے کہ وہ میرا فرٹ کون ہے۔"

"اسی لڑکی سے جو تھاراقا تعاقب کرتی رہتی تھی۔"

"تب تو بالکل ہی سخرہ ہی ہے۔ لیکن آخر تم میرا تعاقب کیوں کرتے ہو؟"

"ہم تھارے کا واسطے سے علی عمران نامی آدمی پر ہاتھ ڈال سکیں گے۔"

"نامکن... کیونکہ میری اس سے ملاقاتیں ہوئیں ہوتیں۔"

"ماہی کو تم ہی ممکن بناؤ گی جی۔"

"وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ رابطہ مضیق ہو گیا۔ اور وہ ریسپر کر پٹل پر رکھ کر باپ سے لولی۔ اگر وہ جیکو وارے تو میں بھی پیٹھ پر ہوں اگر اس کا فزق نہ چلایا تو کچھ بھی نہ کیا۔"

"باپ نے کسی قدر ناگواری سے کہا۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ یہ شادی واری کیا کیا جگر ہے۔"

"راشد سخرہ ہے ادھس۔ کوئی جگر وکر نہیں ہے۔ آپ مطمئن رہیں۔ ملائکہ آپ نے خود مجھے آزاد خیال بنایا ہے لیکن شادی میں اپنی مرضی سے نہیں کروں گی۔"

"لیکن جیسی ایسی بات ہوئی تھیوں..."

"کافی کا ایک کپ آپ بھی پیئے اور میں بھی پیتی ہوں۔ سکون سے سب کچھ بتا دوں گی۔ آپ سے چھپا کر کچھ نہیں کرنا چاہتی۔ بس یہ معلوم ہوئے کہ اس کا تعلق تھا۔ سر ہو گیا۔" اس نے کہا اور کافی کی پیال باپ کی طرف بڑھا کر اپنے لئے

اندیشے میں تھی۔ شہباز نے چوہدری کی آنکھوں میں انجمن کے آثار تھے۔

شہباز ایک گھوٹ لے کر بولی۔ راشد پٹھان یونیورسٹی میں میرے ساتھ تھا۔ رائل کلب کا ممبر بھی تھا۔ بڑا اچھا نشانہ باز ہے۔ میں میرا حرفت سمجھ لیجئے وہ اس وقتے میں ہرگز شامل نہ ہوتا۔ اگر مجھ سے نہ محسوس ہوتا کہ جب بھی میں گھر سے باہر قدم نکالتی ہوں۔ میرا تعاقب متروک کر دیا جاتا ہے۔

”کون تعاقب کرتا ہے؟“

”ایک سفید فام غیر ملکی لڑکی۔“

اس کا باب طویل سانس لے کر رہ گیا اور شہباز بولی ڈراؤنڈ کہچھن ہی سے سراغ رسانی کا شروع کر دیے۔ میں نے اس کا ذکر اس سے کیا تو اس نے کہا فکر نہ کرو میں دیکھ لوں گا اس معاملے کو۔ اور اس نے سچ دیکھ لیا ورنہ یہ جنگجو اس کا حوالہ ہرگز نہ دیتا۔ پھر حال راشد نے لڑکی کو گھیر لیا اور اس سے پوچھ کر۔ ”میں اس لڑکی نے جس قسم کی بیہودہ باتیں کہیں اُسے میں کچھ کر تو دے سکتی ہوں۔ آپ کے سامنے زبان سے نہیں کہہ سکتی۔ اس پر راشد کو تازہ آگیا اور اس نے کہا کہ وہ اُسے جیل بھجوا دے گا۔ کیونکہ میں اس کی منگیتر ہوں۔“

”اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ شہباز بھرائی ہرنی آواز میں ہولا۔ ”خدا یا اب تو مجھے اٹھائیے۔ یہ ذلتیں میں کیسے برداشت کروں۔“

”اس کی فکر نہ کیجئے۔ غلطیاں میں انسان ہی سے جوتی ہیں۔ فرشتوں سے نہیں۔“

وہ کہہ کر لاٹھیاں دوڑاں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر میز پر جھک گیا۔ شہباز اٹھی اور اس کے غضب میں کھڑی ہو کر آہستہ آہستہ اس کے شانے دبانے لگی اور میرے حذر م پچھمی ہوتی۔ آپ نے ہمیشہ مجھے بیٹا سمجھا ہے۔ اور اب میں اسے ثابت کر دوں گی کہ میں آپ کا بیٹا ہی ہوں۔“

مجھے تیری زندگی انجانہ زندگی سے زیادہ عزیز ہے۔ شہباز بھرائی ہوتی

آواز میں ہولا۔

”مجھ کو بھی نہیں ہوگا۔ میرے دوست نے حدود میں اور دیر میں۔“

”میں دیکھوں۔ اس شخص... عثمان سے دوسری سزا۔“

”رسی ہوگا۔ جو آپ چاہیں گے۔ آپ کی کسی خلاف کچھ بھی نہ کروں گی۔“

”اب آخری بات کہوں گا۔ اُسے حور سے سو۔ اس کے بعد پھر تم میری رات سے کچھ بھی نہیں سونو گی۔“

”ضرور ڈیٹ۔“

”یہ ڈیٹ تو میں میرا ایسا ہی دوست تھا جس پر مجھے فخر تھا۔ لیکن اس نے میری

ایک ملٹی سے سنا جائزہ فائدہ اٹھایا۔ حتیٰ کہ دو مرتبے بلیک سیر کے ہاتھوں

مجھے فروخت کر دیا۔“

”اوہ ڈیٹ ہی میں سمجھ گئی۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن راشد پٹھان کو میں

نے اس معاملے کی بوائے میں پس گئے دی۔ ورنہ وہ اسی لڑکی کو محسوس پوچھ کر کر کے

نہ چھوڑ دیتا۔ چوہدری میں سے کھانے کر دیتا۔“

”تم ٹیکہ کب دے رہی ہو۔“

”نہی لکھی پھر ہی۔ اس مار دیر شہباز ہی نے اٹھایا تھا۔ دوسری طرف سے

جنگجواری آواز آئی۔ ”یہ بہت اچھا مگر تم نہیں۔ مجھے تیار ہے اور رشتہ پٹھان

کے تعلقات پر کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے اپنے طور پر تصدیق کر لی ہے کہ وہ اچھا

اولیٰ ہے۔ میں تیار ہے۔ آپ سے شادی کی سفارش بھی کر سکتا ہوں۔“

”جی نہیں شکریہ میں نے اسے سمجھ ہی نظر سے نہیں دیکھا۔ اس نے وہ

ساری باتیں اس بیہودہ لڑکی کی باتوں پر کہی تھیں۔“

”خیر... خیر... شہباز اپنا ذاتی معاملہ ہے۔ دوسری طرف سے کہہ کر

بلا منقطع کر دیا گیا۔“

شہناز منظر پر انداز میں بیٹی کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ اس بار کی گفتگو بھی اس نے حرف بحرف دہرائے ہوئے کہا: "پتا نہیں یہ مردود چاہتا کیا ہے۔"
"بیٹی میرا مشورہ مافوق اب صرف گھر ہی تک محدود ہو جاؤ۔ کسی سے بھی نہ ملو خواہ راجہ پٹیاں چوہا اور کوئی نہ۔"
"جی ہاں نہ وہ پر ہنگام ہے میرا بول۔" میں بھی اب ہی سوچ رہی ہوں۔

کرنل فیضی نے اس مار عزان کو اپنے دفتر آنے کی دعوت دی تھی۔ کرنل نے صدام معاملہ تھا۔ عمران اسی میک اپ میں وہاں بھی جا پہنچا۔ جس میں ہر کلب میں اس سے ملاقات کی تھی۔ قرن پر اسے پہلے سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ وہ اسی میک اپ میں ہو گا اور اپنا نام عمران کی بجائے خلیل جعفری بتایا تھا۔ بہر حال انکوائری دفتر کے قریب ہی کرنل کا ایک آدمی موجود تھا۔ جو اسے سیدھا کرنل کے آفس میں لیتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد دونوں تنہا رہ گئے اور کرنل نے عمران کو غور سے دیکھ کر کہنے لگا: "میں آپ کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں مسٹر عمران۔"
"ہم سب ایک ہی شیزر کے تہ ذرے ہیں۔ اس لئے شکر یہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں کرنل۔ آپ دے مائیے۔ کوئی خدمت میرے سلائی۔"

"ابھی ہم نے سگڑاؤ کو اپنی غول میں نہیں دیا۔ لیکن اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اسے جلد از جلد..." وہ جھوٹا ہنس کر بایا تھا کہ مریخ انشرو وینٹ کی گھنٹی بجی اس نے جلدی سے ریسیور اٹھا کر مافوق تھوڑے جیس میں کہا: "یسر۔ دوسری طرف کی بات سننا رہا پھر بہت بہتر جواب" کہہ کر ریسیور کر ڈیل پر لکھ دیا اور سبز رنگ کے انشرو وینٹ کا ریسیور اٹھا کر فون دے دیا اور مافوق میں

میں بولا: "ڈی۔ جی صاحب تمہارے منتظر ہیں فوراً پہنچو۔"
پھر ریسیور رکھ کر طویل سانس لی اور خالی خالی نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا مسٹر عمران... کہ آپ میک اپ کے ماہر ہیں۔ میں نے ڈی۔ جی صاحب سے ذکر کیا تھا کہجئے لگے کہ کچھ دنوں کے بعد وہ یہ لباس نہیں آپ سے اس سنے پر گفتگو کر سگے۔"

"یعنی مجھے میک اپ کا ماہر بننا چاہیے؟"
"اوپر بات نہیں۔ دراصل وہ آپ سے تھوڑے وقت کے خواہاں ہوں گے۔ تاکہ آپ اپنے حیدر آدمیل کو آپ کے سپرد کر سکیں۔"

"میک اپ کی ٹریننگ کے لئے؟"
"جی ہاں یہی بات ہے۔"
"جی لگے بڑی خوش ہوگی اگر کسی کام آسکوں۔"
"آدم ہر سب طلب مسٹر عمران۔ آپ نے مجھے کلارا کو کس کی آواز کا ٹیپ بھی پایا تھا۔"

"جی ہاں..."
"اس وقت اسکا لئے آپ کو تکلیف دی گئی ہے۔ اب ہم آپریشن روم میں چلیں گے۔ لیکن اس سے پہلے ایک کہانی اور سن لیجئے۔"
عمران حد تک گوتی ہوئے تھا۔ کرنل کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے گھٹکے کے آغاز کے لئے الفاظ نزل رہے ہوں۔

"ہاں تو مسٹر عمران کل شام جہاز ایک تو مینیجری کو پٹر واپس آنا اور اسے اڑانے والا بھینچنے جیسے ہی بیچے اڑتے لگا۔ گرا اور مر گیا۔ دراصل پہلی کو پٹر میں پہلے کوئی حرابی واقع ہو گئی تھی جسے درست کرنے کے بعد وہ اسے آزمائشی پرواز پر لے گیا تھا۔ لیکن واپسی پر پہچانے کا یہ حشر ہوا۔"

”کیا وہ پہلی کو چڑھ رہا تھا؟“

”جی ہاں...“

اور اس آزمائشی پر دواز کی مدت کتنی تھی۔

”غیر معمولی یعنی فریاً پائی گئیں۔“

”حیرت انگیز۔“

”پہلی کو چڑھیں، صوبہ کیمبر سے کچھ تعداد ملے گی۔ اور کچھ آوازیں بھی

دیکھاؤ گی ہیں۔ اسی لئے آپ کو زحمت دی گئی ہے۔“

”اُہ تو پھر چلیے آپریشن روم کی طرف۔“

”جی ہاں۔ کرنل اشتہار ہوا۔“

دو نوں آپریشن روم کی طرف آئے۔ یہاں شاید پہلے ہی سے ساری

تیاریاں کر لی گئی تھیں۔

سب سے پہلے عمران کو کلارا ڈکسن کی آواز کا وہ ٹیپ اور اس کا تجزیہ

سنوایا گیا جو خود اس نے کرنل کو بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد جو ٹیپ چلا یا گیا اس

میں ایک مرد اور ایک عورت کی آواز تھی۔ عورت کی آواز اس نے فوراً پہچان

لی۔ یہ کلارا ڈکسن کی آواز کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کے

بعد مرد کی آواز بھی بدل گئی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کلارا ڈکسن اپنا چلی عمارت

کرا رہی ہو۔ پھر کرنل کا ذکر نکلا۔ کسی چھوٹے کرنل کی بات تھی اور آپریشن

تحتیہ کا حوالہ تھا۔ لیکن کلارا نے ڈاکٹر کو دکھ دیا تھا۔ یعنی جلا پورا نہیں کونے

دیا تھا۔ اسب کچھ سن رہے تھے بعد عمران نے کرنل سے کہا: ”آپ نے جی کو پڑھیں

لگے ہوئے کسی کیمبر سے لکھی ذکر کیا تھا۔“

”ہاں اس کی نم بھی ڈیوٹ کر لی تھی ہے۔ جب تک ایک ایک کپ کافی

کا جو جلتے۔“

”ایز پور کر۔“

وہ آپریشن روم سے نکل کر پھر کرنل کے آفس میں آئے اور عمران پر ٹھک

لیجے میں بولا: ”تو جی آپ کا وہ انجینئر پائلٹ ایک غیرت زنی حرکت کا شریک

ہو گیا تھا۔“

”بالکل...“

”لیکن ایسے لوگ جتنے نہیں ہوتے۔ اسے علم ہوا کہ کیمبر اور ٹیپ

دیکھاؤ کرنل کو پڑھیں پوچھ رہے ہیں۔“

”ظاہر ہے مشر عمران...“

”تو پھر کسی ایسی غیرت زنی جہم پر دانا نہ ہونے سے قبل اس نے اُن کے

موسیقی آت کیوں نہیں کر دیئے تھے۔“

”یہی سوال ہماری آنکھیں کا باعث بنا جواب ہے۔“

”پہلے کلارا جس مرد سے گفتگو کرتی رہی تھی وہ آپ کا بی بی پائلٹ تھا۔“

”جی ہاں۔“

”پھر دوسرے مرد سے گفتگو کی تھی۔“

”ہمارے لئے وہ آواز نئی ہے۔ کلارا کی آواز کو بھی شناسا نہ کر سکتے۔ اگر

آپ پہلے ہی اس کا ٹیپ نہ سمجھا دیتے۔ میرا شک ہے آپ کی بڑی قدر کر رہے مشر

عمران۔ وہ پہلی بار شیریں والی پٹنگ کے سلسلے میں کچھ غلط نہیں ہو گئی تھی۔ جس

کی بنا پر آپ کو بھی تکلیف پہنچی تھی اور ہمیں بھی غیازہ جھگڑنا پڑا تھا۔“

”نہرے وہ کتنی بات نہیں۔ عمران جنس کر بولا۔ ”میں سب تو جانتا ہی

رہتا ہے۔“

”لیکن تمہارا اندر رنگ کے بارے میں کچھ نہ معلوم مرکا کر نہ بھی ہیں

یا مر گئے...“

”اگر میں نے سبھی بات بتا دی تو ایک بار پھر آپ کا حکم مجھ سے بڑھتا

ہو جائے گا۔ لیکن میرے کچھ اصول ہیں۔ انہی کے تحت کام کرتا ہوں۔ اس کی

مجھے بھی پرواہ نہیں کی کہ کب سرسلطان اپنے حکم سے بھی چلنا کرتے ہیں۔ پیٹے پالنے کے بہتر سے مگر آتے ہیں۔ ایک جھوٹا سامرکس جو کول کر بیچ گیا اور بقیہ زندگی آرام ہی سے گزاری۔

”آپ واقعی عجیب ہیں سرسرخوان۔ کرنل بیفٹی نے طویل سانس لے کر کہا۔
 ”بہت صرف اتنی ہی ہے کرنل کریں ای کوئی اسکیم کسی پر سے یا جھوٹے سے
 ڈسکس نہیں کرتا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ مجھے انہوں میں کانی بیوروں کی
 موجودگی کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ آپ کی فوج کا ایک انجینئر
 دھڑکی جاتے ابھی اور کہتے اور کہاں کہاں ہوں۔“

اس دوران میں وہ کانی بھی پیٹے رہے تھے۔ پھر سبز رنگ والے لون کا
 بزرگ ہوا۔ کرنل نے کال ریسیور اور ریسیور دوبارہ کرڈیل پر رکھ کر عمران
 سے بولا۔ ”چلیے پروجیکٹر تیار ہے۔“

پروجیکٹر دھم دھم یہ مختصر سی فلم دیکھی گئی۔ اور روشنی ہونے کے
 بعد عمران نے کہا۔ ”یہ کلارا ڈکسن ہی تھی۔ لیکن کیونکہ اسی حد تک چلا ہے کہ
 پائلٹ اور اس کی ٹھکانہ ٹیپ ریکارڈ کرنے محفوظ کی ہے۔ لیکن ٹیپ کی بقیہ ٹھکانہ
 کہاں ہوئی تھی۔ اور اس سفر کو کیمبرے نے کیوں ریکارڈ نہیں کیا۔“

”یہ سب سے بڑا سوال ہے سرسرخوان؟“ کرنل بیفٹی آغوش ہوا بولا۔ ”چلئے
 دفتر ہی کی طرف چلیے ہیں۔“

وہ پھر دفتر میں آئے اور کرنل نے کہا۔ ”پائلٹ اتنا حق نہیں ہو سکتا کہ
 اس جہاز کو ریکارڈ کر دیتا۔ ظاہر ہے کہ اس کی لاعلمی میں کیمبرے اور ٹیپ
 ریکارڈنگ کو چلا گیا ہوگا۔“

”اساتنے کی بات ہے۔“ عمران سر ہٹا کر بولا۔

”بچہ وہ کر سکتا دانی گفتگو۔“
 ”یہ سراسر بات آپ بچے کرتے۔“ اب میں عموں کے راجوں کے میں بھی اس

سلیس میں میری قوت بنا ہوں۔ وہ خود ہی ہمارے ہاتھ لگنا چاہتی تھی۔ تاکہ یہ مورد
 آپ تک پہنچ سکے۔“
 ”آخر کیوں؟“

”اس لئے جس نے کر سکرنا کی ناکارگی کی بات ہم تک پہنچے اور ہم یقین کر
 میں کر سکرنا اور حار جیت کا مزید تک نہیں ہو سکتا۔ البتہ خود اپنی حفاظت کر سکتا
 ہے۔ یہ سارا ہنگامہ محض اسی لئے ہو رہا ہے کہ آپ سکرنا کو جلد اور جلد
 ہی تحویل میں لے لیں۔“

”نہیں یہ تو کراہی پر ہے گا۔ لیکن ایک شرط پر کہ اسے سائیگرمینٹ میں
 رکھا جائے۔ کرنل بیفٹی نے کہا۔“

”اس کا فیصلہ سرسلطان ہی کر سکیں گے۔ ویسے سائیگرمینٹ کو اب میں
 غیر محفوظ سمجھتا ہوں۔“

”دیکھئے سرسرخوان۔ اس کی کلینکل حیثیت تو قائم ہی رہے گی۔ بعد معاملات
 سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ ہم سکرنا کا اچار تو انہیں گے نہیں۔ ظاہر ہے کہ
 اسے اپنی تحویل میں لے کر سب سے پہلے اس کا طبی معائنہ ہی تو کر لیا جائے گا۔
 ”واقعی کرنل یہ بات سمجھ میں آئے والے ہیں۔ میں سرسلطان سے
 ڈسکس کر دوں گا۔“

شہلانی نے اب تک کی رپورٹ عمران کو دے دی تھی۔ اور عمران کو اس پر مزید
 غور کرنے پر آمادہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ راشد بٹھائی کی حیثیت مجھوں کی
 نظروں میں بہت زیادہ مشکوک ہو گئی تھی۔ لہذا اب مناسب نہیں تھا۔ کہ وہ
 راشد بٹھائی کے میک آپ میں اس سے ملتا۔ دونوں کے درمیان جو ٹولی

والے دن پر گفتگو ہو رہی تھی۔

”میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ حوٹن نے کہا۔

”کیا سمجھ گئے؟“

”یہی کرتے سے راشد پٹھان کے میک اپ میں نہ ملوں۔“

”ہاں میں بھی جا چکی ہوں۔“

”کرنل آئیڈیلر لشکاری کیسا رہے گا۔ جسے تم نشانہ بازی میں اپنا اسے

کہہ سکو۔“

”ہاں یہ ممکن ہے۔ تم میرے ایک استاد پرفیسر شکوہ۔ افریقہ چلے

گئے تھے۔ بہت دلی سے ان کا کوئی پتہ نہیں۔“

”ان کی کوئی تصویر ہوگی۔“

”دس سال پہلے کی ہے۔“

”کوئی معائنہ نہیں تو اسے میرے پتے پر بذریعہ ڈاک بھیج سکتی ہو۔“

”آج ہی روانہ کر دوں گی۔“

”اور پھر میں کہیں نہ کہیں مل جاؤں گا نہیں۔“

”تم مجھے ان لوگوں سے بھی عجیب لگ رہے ہو۔ مسٹر۔“

”میرے باپ بھی کبھی کبھی یہی کہتے ہیں۔ لیکن مسٹر نہیں کہتے۔ اس لیے

کہ چنگیز خاں کا لہو ان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔“

”اچھا میں تصویر بھراؤنے کا انتظام کرنے عادی ہوں۔“

”مران ریسورڈ کر ڈیڈل پر دیکھ کر مرزا۔ جو ذلت پیچھے کھڑا جمایاں لے رہا۔“

”آپ کی تعریف...“ ”مران اسے نیچے سے اور تنگ گھورتا ہوا بولا۔“

”اؤ کا بٹھا۔“ ”جو زف نے اردو میں کہا۔“

”صوت چالیس فیصد...“ ”ابھی دسم نہیں ٹپکی۔“ ”یا کل آئی ہے۔“

”تم نے میرے صدمہ پہلے جو یہ کیوں بند کر دیئے؟“

”اس عرصہ میں زیادہ گھٹی دودھ کھانا مناسب نہیں ہوتا۔“

”میں سمجھوں گا سبیلان کے بچے سے۔“

”اس سے کیا کہے گا۔“ ”مران نے آنکھیں نکالیں۔“

”اس نے بیکار ہے نہیں۔“

”ہاں یہ اطلاع ضروری تھی کہ تو پرس پینے لگا ہے۔“

”گھٹیا والی نہیں پیتا۔ اس کا ایکسٹریکٹ استعمال کرتا ہوا۔ سگریٹ پر

کلیئر کھینچی اور بس۔“

”اور جوانی برقرار رکھنے کے لئے گھٹی دودھ۔“

”میں مرجاؤں گا باس اگر تم نے جس پھر ڈائی۔ پوری اسلامی دنیا

میں بی جاتی ہے۔ اور اسی اسلامی ملک میں ہوائی جاتی ہے۔ اور پھر شہر کی

آسمانی کتاب میں جس کا کوئی ذکر بھی نہیں ملتا۔“

”مران نے خاموشی سے پرس نکالا اور ایک لال رٹ کھینچ کر اس کی

طرف بڑھاتا ہوا بولا۔“ ”معافی چاہتا ہوں مسٹر جو زف... لیکن یہ بہت

بڑا ہے مسٹر جو زف کرتے ہیں مسلمان کی طرح بکواس زیادہ کرنے لگے ہو۔“

”اور کام کا دودھ دودھ لگ پتا نہیں۔“

”جو زف کے دانت ٹکلی پڑے اور وہ فرش پر ایک گھٹنا ٹیک کر اس

طرف بڑھ گیا۔ جیسے کسی بادشاہ سے کوئی انعام سے رہا ہو۔“

”ہیں اب دین جو جاؤ۔ لیکن یاد رہے کہ اگر کسی زیادہ نشے میں لکھائی

دینے تو چڑھی ادھیڑ دوں گا۔“

”میں اس ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ جس کو تم نے کو بھی آدمی بنا دیتی ہے۔“

”کیا یہ تیری آسمانی کتاب کی دلت ہے؟“

”ہیں باس یہ تو سبمان کہتا ہے۔ اسی مرد دلتے مجھے جس کا مشورہ

دیا تھا۔“

”سلیماں نے“

”ہاں باس“

”اچھا بس اب تم جاؤ“

”اجوزت چلا گیا اور عمران نے گلرخ کو آواز دی ساتھ ہی غفلت پر سر سے رہا اور بھی نکال یا تھا۔ گلرخ دوشی آئی تھی۔ لیکن ہاتھ میں ہتھول دیکھ کر تھک گئی۔“

”سلیماں کہاں ہے؟“

”میشینی تو دیکھنے لگے ہیں“

”تو پھر کیا ہیں تجھے گولی مار دوں“

”وہ بھی تو چاہتا ہے کہ گولی بجھے گولی مار دے“

”تب تو زندہ رہے گی۔ لیکن آج شام سے تو یہ کہنے لگی۔“

”سچ چھوٹے مرکاڑ وہ بیہوش ہو کر رہی۔“

”بھاگ جا۔“ عمران نے گھونٹ دکھا کر بولا۔ اور وہ چپ چاپ

لکھ بھی گئی۔

فرن کی گھنٹی بھرنی۔ عمران نے ریسرڈ اٹھایا۔ دوسری طرف سے نیا من کے شہر شہل کی آواز آئی۔

”آکا قید فرمائیے!“ عمران چپک کر بولا۔

”بے بی نے نیا من کو چپے ہی بنا دیا تھا کہ تم عربی ڈریس میں تھے۔“

”اور چھوڑ دینے۔ یہ بتائیے اب علاج کا کیا ہو گا؟“

”اب تو مایوس ہے کہ فریل کی طرف یہ دونوں رخ بھی کر سکیں گے۔ آخر

ڈیوڈ کس نے مار ڈالا؟“

”فیاض نے پوچھنے۔ کیونکہ وہ مغرب پر شہنشاہ سے اسٹنڈ

ڈاؤن کر ہونے لگے ہیں۔“

”کیا واقعی؟“

”ابھی اسے تبدیلے گا۔ ورنہ میرے ڈیوڈ کی کجنامی ہوگی۔“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا سر عمران۔“

”میرے لائق کر لی خدمت؟“ عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

”بس کچھ دیر کے لئے مجھے اپنے پاس بلاؤ۔۔۔“

”آجائے۔ میں اپنے غلیظ ہی میں ہوں۔“ عمران نے کہا اور اسے

حیث کا پتہ بتانے لگا۔

”رہسید رکھ کر اس نے گل رخ کو آواز دی۔ وہ آئی تو دیکھی کسی شہر

بھی ہوئی تھی۔ عمران نے اسے دیکھ کر قہقہہ لگایا۔ پھر وہ بھی روٹ لسی اس

بہنے لگی تھی۔“

”دیکھ میں اپنی خواب گاہ میں جا رہا ہوں۔ ابھی ایک بوڑھا مشہل

ہی آئے گا۔ اس سے کہہ دیتا کہ میں قتل کر رہا ہوں۔ پھر انتظار کرے

اور تم اس کے لئے کافی بنانا۔ اور پھر پوچھو۔“ عمران نے کہا اور الماری کھول

کر ایک شیشی سے ایک کپھری نکالا اور اسے دیتا ہوا بولا۔ ”عجب پانی کھول

جائے تو یہ اس میں ڈال دیجو۔۔۔ پھر کافی۔ لیکن خبردار اس کافی کا ایک گھونٹ بھی

دور نہ ہو۔۔۔“

”میں کچھ گھونٹ بھی پی کر لیا گے پٹے کر۔“

”ہاں بھئی پیتے ہیں جا۔“

وہ چلی گئی۔ اور عمران خواب گاہ میں پہنچ کر باس تبدیل کرنے لگا۔ ابھی

پوری طرح ختم میں بھی نہیں آیا تھا کہ گھنٹی بجی۔

”خدا کی پناہ اسی جلدی“ عمران بڑبڑایا۔ ”کیا بد بخت رہا ہے۔“

دوسرے ہی لمحے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

”کون ہے؟“

”گلبرگ سرکار...“

”ایک میڈیکل ساجر ہے۔ آپ کا ہم سے رابطہ ہے۔ کوئی خط دینا چاہتا ہے۔ آپ ہی کے ہاتھ میں۔“

”اے میں سمجھتا...“

گلبرگ جلی جلی اور تھوڑی دیر بعد ایک میٹھے کچیلے لڑکے کے ساتھ راجس آئی جس کی عمر بارہ یا تیرہ سال رہی ہوگی۔

”آپ بھی عمران صاحب! لڑکے نے پوچھا۔ عمران نے گلبرگ کو ہار جانے کا اشتہار کیا اور وہ چل گئی۔ تب اس نے لڑکے کے سوال کا جواب دیا۔“

”ہاں میں ہی ہوں۔“

”جی بی جی نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ اُن کا خط پا کر مجھے دس روپے امان دیں گے۔“

”ہاں ہاں ممکن ہے۔ عمران صیب میں ہاتھ لگا رہا ہوں۔ لاؤ خط کیا ہے۔“

”پچھلے انعام صاحب۔“

”اے بابا... عمران نے دس کا نوٹ اس کی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے کہا۔ لڑکے نے لٹاف اس کی طرف بڑھا دیا۔“

اس سے لٹاف نے کہ عمران صمد دوواڑے تک چھوڑ نہ آیا تھا۔ پھر خواب گاہ میں وہاں ہی جا کر لٹاف کھولا۔

اندازہ غلط نہیں نکلا تھا۔ خط شہلا چوہدری ہی تھا۔ اُس نے ایک مختصر سی تحریر کے ساتھ پروفیسر شکور کی تصویر اور لٹاف کلب کے دیرانہشی پر دو گرام کا ایک دعوت نامہ بھی بھیجا تھا۔ جو اُسی شب کو منعقد ہونے والا تھا۔ تحریر کے مطابق پروفیسر شکور ایک بڑا زندہ اور شکلا تھا۔ پروفیسر صوف کلب میں کہلاتا تھا وہی اس لئے کہ کسی قدر عہدہ کا بھی تھا۔

عمران نے تصویر دیکھی جس کی پشت پر تحریر تھا دس سال پہلے کی تصویر عمران کے لئے کوئی دشوار مسئلہ نہیں تھا اور پھر ایسی صورت میں جبکہ چہرہ واضح والا بھی ہو۔

تھوڑی دیر بعد پھر اعلیٰ کفایت کی آواز سنائی دی اور عمران دم سا دھ کر لیٹ گیا۔ شاید چاکلنٹ بعد گلبرگے دروازہ کھول کر آئی اور آہستہ سے کہا۔ ”بھائی آئی ہوں۔ اب کافی بتانے جا رہی ہوں۔ لیکن صاحب بڑھا ہوا لڑکہ لگتا ہے۔“

”جاؤ فیج ہو جا کہیں یہ کھسکے پھر سن ل تو کھیل بگڑ جائے گا۔“

وہ چلی گئی اور عمران آٹھ کر کھڑے جھٹنے لگا۔ نفیث سے نکل جانا آسان کام نہیں تھا۔ رشک اور عتیق گلجی میں لگائی کہنے والے موجود تھے اور وہ ایک آپ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اُسے تو اب پروفیسر شکور کی حیثیت اختیار کرنی تھی۔ لیکن یہ بھی نہیں چاہتا تھا۔ کہ لگائی کہنے والوں کی رسائی رانا پتیس تک بھی ہو جاتی۔

اس سے عہدہ دو طرفہ کار دینے ٹرانسفر ہو چوہدری سے رابطہ قائم کیا جانی غیر سمیت عمران کی لگائی کہنے والوں کی لگائی کر رہا تھا۔ اور یہ بھی غصہ اور مصائب پر مشتمل تھی۔ بہر حال اُس نے آگاہ کیا کہ وہ رانا پتیس جانا چاہتا ہے۔

بڑا قاقب کرنے والی کہ ہاں تک پہنچنے سے باز رکھنا اس کی ذمہ داری ہوگی۔ عمران نے اطمینان دیا کہ یہ کوئی ایسا مشکل کام نہیں ہے۔

اس نے کہا مجھے اس تیز رفتار جیپ ہے۔ یہ ان کی گاڑی کو ناکارہ بنانے کی کوشش کریں گے۔

”جس طرح بھی جا چو کرو۔“ عمران نے کہا۔ ”میں وہ رانا پتیس نہ دیکھنے پائیں۔“

”لے کر رہ جا رہے کیوں کا؟“ خواہ کان کھانچے ہوئے عمران نے کہا۔ ”اگر غلطی ہوئی تو فاک بھی کاٹ لوں گا۔ اور اینڈ آف کہہ کر عمران نے سونچ آف کر دیا۔“

ادھر گلبرگ چکر کرے میں آئی اور کھی کھی کرتی ہوئی بول ڈھیر رہ گئی۔

”اگر آپ مجھے بھی کچھ شوروں سے کیپسل دے دیں تو سبیلان کی تباہی ملو گی۔“

”کیوں بکواس کرتی ہے اس کی میتلے تیرا کیا لگاڑا ہے۔“

”اے لڑ صاحب۔ ارے اے جتنا میں تھا میرے لئے۔“

”چل جاگ نہیں دوں گا ایک ہاتھ۔“

”تو آپ کہاں جا رہے ہیں۔“

”ماہر...! اس لئے قریب سے میں کو کیپسل دلوایا تھا۔“

”دیکھیں صاحب یہ مجھے اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔ مجھے اسے بعد بتا نہیں۔“

”ابن ایک اچھا آدمی جو رت اس پر مسلح کاروں کا۔“

”جب شک ہے۔“

”جانتی ہے کون سی یہ صاحب۔“

”میں کیا حافل۔“

”کچھ فیاض کے سسر...!“

”اے غضب۔“

”اے کہیں سے فون کر دوں گا۔ کہ اے اُٹھو اے۔“

”نہیں صاحب وہ آئے تو دوسرے جے جائے گی۔ بس یہ جاگیں اور خود دیکھتے

پھرتے نظر آئیں۔ بہتر ہی ہوگا۔“

”اچھا جیل پر بھی ہے۔ اس وقت پانچ بجے ہیں۔ یہ سات بجے جاگے گا۔“

”جاگ کر آپ کو پوچھا تو کیا کہیں گی۔“

”کہہ دینا کہ اب اگر آئے تو آپ سو رہے تھے۔ جگایا نہیں باہر چلے گئے

دس گیارہ بجے رات تک واپس ہوگی۔“

”بہت اچھا۔ لیکن جوت سے بھی کہہ پائے۔“

”مران جوت خصوصاً ہدایت دے کر عیث سے لٹکا چلا آیا۔“

”اب موجود تھی۔“

”کاتاق کر رہی تھی۔ پھر ایک موٹر پر ایک کاتاق کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پھر مران دور
 ایک دیکھتا ہوا گیا تھا لیکن سرخ کر دوں نظر نہیں آئی تھی۔ بالآخر وہ رانا پاپیس
 تک جا پہنچا۔“

”ایک ہی رو یا عورت عام میں ظاہر نے اس کی پذیرائی کی۔ ایک سٹو کے دوسرے

حاکم نے اسے صرف رانا پاپیس کے منسلک کی حقیقت سے بدلتے تھے۔ اس نے ایک

زیر سے کہا۔ ”جب میں غلط سے چلا تھا تو سرخ رنگ کی ایک کر دوں کاتاق

کر رہی تھی لیکن پرسن کے موٹر پر ایک وہ غائب ہو گئی۔ اس کے پیچھے جیپ

پر مقامی خاور اور چوڑاں تھے۔ معلوم کر دوں آخر انہوں نے کس طرح اس کاتاق کا

سلسلہ توڑا تھا۔“

”بہت بہتر میں ابھی دیکھتا ہوں۔“

”مران پر وفیسر شکر کے ایک آپ کا انتظام کرنے لگا۔“

”تھوڑی دیر بعد ایک زیر

نے اطلاع دی۔“

”پرسن کے چیلے پر جیپ نے کر دوں لاکٹر مار دی۔“

”نہانی ڈرائیو کر

رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس نے گاڑی کو اس قابل نہ چھوڑا کہ وہ کاتاق چارے تک

لے۔ لہذا نہانی پرسن کے قاتل میں بند ہے۔“

”خاور اور چوڑاں اس کی ضمانت کے

لئے دو دھوپ کر رہے ہیں۔“

”کر دلائیں دو افراد تھے جن میں سے ایک مھولی سا

زخمی بھی تھا۔“

”کیا یہ نہانی تویر کی جگہ لینے کی کوشش کر رہا ہے۔“

”مران نے لٹکرا آمیز

لیجے میں کہا۔“

”ایک زیر و کچ نہ بولا۔“

”تھوڑی دیر بعد مران اپنا میک آپ مکمل کر رہا تھا اور

پروفیسر فکوری کی تصویر اور اس میں سرسبز فرق نہ رہ گیا۔“

”میں پروفیسر شکر چوڑاں نے مران سے ایک سے اپنا تعارف کرایا۔ ایک

شکاری اور بڑا زیندار۔ دس سال قبل میں اپنی ساری جائداد فروخت کر کے

افرنے لگا کیا تھا۔ سیلانی اور جہاں گرد آدمی ہوں۔ اب خیر ولی میں میرا بڑا پس ہے اور میں ایک سیاح کی حیثیت سے ملک میں داخل ہوا ہوں۔ اور اب رانا تاجپور علی کا مہائی ہوں۔

”جہت بہتر جناب!“ بلیک زبرو نے کہا۔

”اس وقت رافعل کلب کے ایک دیوانی پروگرام میں حصہ لینے جا رہا ہوں۔ دو ایک شعبہ سے میں یاد کروں کر شکور اسی پیر پر ونیسر شکور کھلانے لگا تھا۔ ورنہ اس کے فرشتوں نے بھی کبھی کسی تعلیمی ادارے کی شکل نہ دیکھی ہو۔“ میں کچھ گپا جناب۔ اگر کبھی کوئی آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کرے تو اس سے انہی حقائق کی روشنی میں شکور کروں۔

”ہاں، میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہی شکور ہے جس میں معلومات حاصل کروں۔“ لیکن جناب کبھی کبھی رانا صاحب کی شکل میں یہاں تشریف لایا کیجئے اور خواہ غراہ پڑوسی ہماری طرف سے شکور و شبہات میں مبتلا ہو جائیں گے۔“ تم شیک کہتے ہو! اب خیال رکھوں گا۔ ہاں تو کلب جانے کے لئے شکوری گاڑی میں غریب چار دکھوا دوں۔

”جہت بہتر جناب!“ بلیک زبرو نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔ شکوری گاڑی میں چاروں خاصہ صوفی اور غیر صوفی خیریاں تھیں۔ چلی خولی تو یہ تھی کہ ایک نئی دہانے کی گاڑی کی دونوں ساندیاں اس طرح اوپر اٹھ جاتی تھیں جیسے وہ کوئی گاڑی نہیں بلکہ سائبان ہو۔ دوسرا بچہ دہانے سے دونوں اطراف سے سب مشین گنوں کی چھوٹی چھوٹی ٹائیں پر آمد ہوتی تھیں اور غارنگ شروع ہو جاتی تھی۔ تیسرا بچہ دہانے سے تقاب کرنے والی گاڑی کے اگلے حصے کا کوئی نام نہ نہایت ہو سکتا تھا۔ چوتھا بچہ دہانے سے ذرا اونگ سیٹ کسی پوائی جہاز کے پائلٹ کی سیٹ کی طرح باہر جا پڑتی تھی۔ پھر چالی وہ کچھ شعبہ سے بھی ساتھ لے کر اسی گاڑی میں کلب کی طرف روانہ ہو گیا۔

رافعل کلب کا بڑا سارٹیکر ریشم ہاں تاشاؤن سے بھاڑا تھا۔ کچھ تر کلب کے مجھے اور کچھ شہر کے معزز تاجپور عوامی طور پر شرکت کی دعوت دی تھی تھی۔ بعض حضرات تر ہاں بچوں سمیت تشریف لے آئے تھے اس لئے کلاں بڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ یاد دہانی کے ذائقے خود تھا جو دھڑکی کر سنے لگے تھے۔ وہ اسی پر آئی اور سناٹا چھا گیا۔ صرف ایک آدم بچہ کی آواز ہاں میں گونجتی رہی۔

”خواتین و حضرات! تمہارا چوہری آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔“ بچے یہاں کی کمرشپ کے سلسلے میں جو عوار بچے لپیٹ ہو تھا وہ آج کلب کسی کے حصے میں نہیں آیا میں پہلی خاتون بہر تھی جسے صرف چار سال کی عمر کی کمرشپ مل گئی۔ اور سولہ سال کی عمر میں نشانہ بازی کے مقابلے میں دوسری پوزیشن حاصل کی تھی۔ اور اس کا سہرا میرے استاد پروفیسر شکور کے سر تھا وہ ایک ماہر نشانہ بازی تھی۔ اندھیرے میں کھڑے ہو کر نشانہ لگاتے تھے۔ ہماری بدبختی تھی کہ دس سال پہلے انہوں نے اسی سارن جادو فروخت کی اور دنیا کی مہابت پر چل کر کھڑے ہوئے لیکن دس سال بعد وہ پھر وہیں آئے ہیں۔

ہاں تاشاؤن سے گریج تھا۔ خود سمیت سے پہلے کمرشپ زیادہ پر جوش نظر آنے لگے تھے۔ شہلا پھر کوئی خواتین و حضرات کسی دن پروفیسر صاحبہاں اپنے نشانہ بازی کے کلمات کا مطالعہ کر لیتے۔ آج تو اب صرف چار شعبہ سے ملاحظہ فرمائیے جن کی بنا پر پروفیسر صاحبہاں بہت مقبول تھے۔ پروگرام کی بند پروفیسر کے کلمات سے سوگ۔ پروفیسر شکور۔!

وہ سامنے سے ہٹ گئی اور اسٹیج پر بائیں جانب ایساٹ لائٹ کے

ساتھ حرکت کرتا ہوا اسٹیک کے وسط میں کھڑا ہوا رہا وہ ڈانسی میں کے
دو دنوں احراف میں جڑوں پر سعید باؤں کی دھاریاں خود اسے کسی قسم کا
خونٹاں جا رہی بنا کر پیش کر رہی تھیں... کتنی خوشیوں کے دل سے کا
بہت مختصر سا حصر نمایاں تھا۔ وہ خاص پیچیدہ ورائز انداز میں جھک کر دیکھ رہی تھی
لوہے کے گولے نکال کر اسٹیج پر ڈال دیتے۔ پھر بولار۔ خواتین و حضرات میں
اسے موت کی دوڑ کہتا ہوں۔ اگر میرے بعد کوئی اور صاحب اس کھیل کو پیش کرتا
چاہی تو مجھے اُن سے مل کر خوش ہوگی۔ کیونکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس کھیل کے
لیجے میں ایشیا میں واحد آدمی میں۔ میں ان گھوڑوں پر کھڑا ہو کر دوڑ گولے کا
مزہ میرے بچے فریٹ سے لگیں گے اور نہ اڑیاں۔ آپ خصوصیت سے اس پر نظر
رکھئے گا کیونکہ میں اس کھیل کا کمال ہے۔

وہ ان گولوں پر کھڑا ہو کر پورے اسٹیج پر چکر اٹھانے لگا۔ باطل ایسا گستاخ
جیسے انکیش بہن کر انکیشنگ کر رہا ہو۔ بال تالیوں سے گرجا اٹھا اور وہ گولوں
سے اتر آیا۔ لیکن بڑی طرح ٹانپ رہا تھا۔ آخر ہانتا ہی جو اڑا۔ "خواتین و
حضرات اب کچھ میں اتنی سکت نہیں رہی کہ دیکھ کسی قسم کا مظاہرہ کر سکیں۔
اور پھر میں پر سوں ہی تو آیا ہوں۔ اتنی تک سفر ہی کی سکت نہیں اُترتی۔ اب
میں آخری شدید دھکا رہا ہے احارت چاہوں گا۔ اس نے اپنی ٹانپ ہیٹ
اُتار کر ناظرین کو دکھائی اور بولا۔ دیکھئے یہ بالکل حالی ہے۔ اب آپ میں
سے کوئی صاحب اسٹیج پر آجائیں۔ ایک تیز طرار لڑکی چھلانگ مار کر اسٹیج
پر جا چڑھی اور پھر دھیرے دھیرے ٹیپ سے ایک تصویر نکالی اور لڑکی کی طرف دیکھ
کر بولا۔ یہ کسی کی تصویر ہے؟

"کیونکہ تو نے اس کے کہا۔
"مجھے نہیں ناظرین کو پتا ہے۔"

"لڑکی نے بال کی طرف متڑکے کہا۔" خواتین و حضرات یہ ایک کھنڈر

کی تصویر ہے۔"

پروفیسر یونی عمران نے پھر ٹانپ ہیٹ سر سے اُتاری اور لڑکی سے پوچھا۔
"اس میں کیا ہے؟"

"مجھے بھی نہیں پتا ہے۔"

"اچھا اب اس کھنڈر کی تصویر کو ہیٹ میں رکھ کر وہی یہ ہیٹ میرے سر پہ
رکھ دیجئے۔"

لڑکی نے ایسا ہی کیا۔ اور پروفیسر رو سے بولا۔ "خواتین و حضرات یہ
تعبہ نہیں ہے۔ افریقہ کے جنگ سرکنڈوں کا جادو ہے۔ جہاں سیاہ ماحول
نے اجداد کی روحیں بسیرا کرتی ہیں۔ اسے دیکھنے کے لئے میں بہت بڑے بڑے
حسرت سے گزر ہوں۔ لیکن خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ملاحظہ فرمائیے۔"
اس نے اس مار ٹانپ ہیٹ اُتاری تو اُس کے سر پہ ایک کھنڈر چھایا
جس پر "میرا اُس نے لڑکی کا ایک فیکر دکھایا اور ایک کھنڈر کے باہر نکل
یا۔ اس بار اسے زور سے نائیاں بجاتی تھیں تھیں کہ جیت اڑ جائے گا
خوشہ پیدا ہو گیا تھا۔

"ایک اور..." ایک اور پروفیسر بولے۔ "مجموع ضرور عیار ہوتا تھا۔"

لیکن وہ پھر اسٹیج پر نہیں رکھا تھا۔ اسٹیج کے عقب میں کئی عورتیں جو شائد
پروفیسر کی یہ الیاسا تھیں اُس کا انتظار کر رہی تھیں۔

"تم ہمیشہ سے تھکر کر دینے کے عادی ہو پروفیسر..." ایک نے آگے بڑھ
کر قریب قریب اس سے گفتگو کرتے ہوئے کہا اور عمران کو کھلا گیا۔ اس نے
اپنی موضوع پر توجہ دیا ہی نہیں تھا کہ پروفیسر کے بہتر سے سطلے دہلے ہوئے گئے
آخر وہ ان کے سطلے میں گیا کرے گا۔

میرے اُس سے بھی زیادہ تشویشناک ہے۔ کلارا نے کہا اور کسی سوچی میں
میں ڈوب کر پھر ٹھہرا شروع کر دیا۔ رابرٹ اس کا ساتھ طوعاً و کرہاً دے رہا
تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اس پر مجبور ہو۔ انداز گفتگو سے اس کا کوئی نمانت
معلوم ہوتا تھا۔

وہ پھر ڈک اور اس کی طرف دیکھے بغیر بچھا۔ سنگرز سے متعلق رپورٹ!
اُسے سائیکو میٹریکس میں رکھا گیا ہے۔ اور وہاں کے ڈاکٹروں کے زیر
معاائنہ ہے۔

”جول۔ ہم بھی مناسب نہیں ہوا۔“

”پھر کیا ہونا چاہیے تھا۔“

”اُس کی یادداشت بحال کرنے کے لئے اُسے اس کے پرانے افس میں
بٹھایا جاتا۔“

”ضروری تو نہیں کہ ہم اپنا مطلع نظر ان پر تسلط کر سکیں۔ رابرٹ ڈوڈا اگر
یہ بات سنی تو ہمیں کوئی اور طریق کار اختیار کرنا چاہیے تھا۔ ایسا کہ وہ اُسے
اُس کے دفتر میں بٹھانے پر مجبور ہو جاتے۔“

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ دراصل سارا کیل ڈوڈا کی حماقتوں کی بنا پر
بگڑا ہے۔ اس نے مقامی بد معاشوں سے کام لینا شروع کر دیا تھا۔
”اُس پر خاک ڈلو۔ اب تو اس معاملے کو کسی اور طرح پٹانے کی سوچنا چاہیے۔
”ہی تو بڑی مصیبت ہے کہ یہاں ہمیں کوئی سوچنے والا نہیں ہے۔“
”کلارا بولی۔“

”ہماری تنظیم کا سمندر پار والا شعبہ قریب قریب اکاؤنٹ ہو چکا ہے۔ اُس
کی ساری تدبیریں ونگز پر اظہارِ حق افس ہو جاتی ہیں۔“
”اس میں شبہ کا اتنا تصور نہیں ہے جتنا ہم سے پرہیز کا ہے۔ جس کی
کوئی محسوس پابندی ہی نہیں ہے۔ صحافیوں کی تحریریں دیکھنے تو اب لگتا ہے جیسے

کلارا افس خدوں والی خبر پر گامی ٹھہر رہی تھی۔ اس کے ساتھ ایک فوجی
انجیئر آفیسر آفیسر کی عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہو
دفعہ کلارا چلتے رک کر بولی۔ رابرٹ۔ تہہ نہ ہو فیئر شکور کے ہاتھ
کیا معلومات حاصل کی گئی۔

”ایک آؤرہ گردیں خزانہ آدمی ہے۔ رابرٹ نے فوجی روآوری میں
کہا۔ بیشک چند ماہ قبل وہ فیرونی ہی میں تھا لیکن وہاں سے اُسے فرار ہوا
پڑا۔ کیونکہ وہاں کی حکومت سے متعلق ایک سازش تریب دے رہا تھا۔
”سیا سی آدمی ہے۔“

”کسی حد تک کہہ سکتے ہیں۔ رابرٹ نے فوج پر نظر جماتے ہوئے کہا۔
”کے کئی ممکن ہیں انقلاب لانے کی کوئی شش کر چکا ہے لیکن قسمت کا سنگدہ
کہ ہر بار خود ہی نکلا اور اس کے ساتھ مارے گئے۔
”کیا واقعی وہ فیرونی کا کوئی بڑا بڑی نہیں ہے۔“

”اسلگر کہا جا سکتا ہے اُسے۔ بہر حال اُس کا ریکارڈ اچھا نہیں ہے۔
”محاکفہ کیپ کا پاس اُس ہی ہو سکتا ہے۔ کلارا بولی۔
”اس کے امکانات کو بھی متروک نہیں کیا جا سکتا۔“
”بڑی عجیب بات ہے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“
”شہلا چھوڑی کے سارے ملنے والے خطرناک ثابت ہو رہے ہیں۔
راشد پٹان کے بارے میں کیا اطلاع ہے؟“
”اس کا کہیں سراخ نہیں مل رہا۔“

ان سے ہوا ملک و قوم کا دشمن اور کوئی نہ جوہم سے متعلق ساری دنیا کو کس نے آگاہ کیا ہے۔ ہمارے پریس نے۔

اور یہ حکومت کی غلط پالیسی کا نتیجہ ہے۔ پریس کو کبھی اتنی آزادی نہ دینی چاہیے۔ ساری دنیا میں صرف دو قومیں جو قریب پائی کالی ہیں۔ ایک انگریز اور دوسرے ہم۔

ہیکس بنا کر کچھ رہے جو بچہ

دو دنوں میں ملک کے پریس شتر بے ہار ہیں۔

یہ تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔

ہم پر کتنی کتا بنی نکلی گئی ہیں۔ اور یہ سب کتا ہیں ہماری قوم ہی کے اور نے اپنے ہی ملک میں بیٹھ کر نکلی ہیں۔ اگر کسی ملک میں ہم کوئی کارنامہ کیا دیتے ہیں تو ہمارے ادارے پر کتنی تعین طعن ہوتی ہے۔ اور بالکل ایسا لگتا ہے جیسے یہ سب ہماری ہی قوم کے افراد نہ ہوں بلکہ مخالف جمہوریت سے متعلق رکھتے ہوں۔ کسی نکل میں کوئی کتا جو نہا اور کسی کو کاٹنے دوڑا اور دوسرے کے اخبارات میں اس قسم کی شریانی نظرائیں کر یہ ہماری تنظیم کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ تھا۔

کلارنس پری اور رابٹو کا شانہ ٹھیک کر چلی۔ بہت تیز جوہر ہے۔ وہ صرف مسکرا کر رہ گیا۔ لیکن آنکھوں سے غبار برتا تھا جیسے اسے کسی سے صنعت معد خطاب دکھا کر دیا گیا ہو۔

کلارنچ دیو بد بولی۔ میں تم سے پوری طرح متفق ہوں کہ ہماری قوم ان قانونیت کا شکار ہو گئی ہے۔ کسی پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہاں جو ہر کسی ہٹے آدمی کو کڑا کر رہا ہے اس کے لئے پریس حرکت میں آجاتی ہے۔ ورنہ سب جیتا ہے۔

ادب۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ چھوٹے کرسٹل ماکارہ میں وہ ابھرنے والے ہیں

ہرگز نہیں۔ لیکن میں اس سائے کو یہی رنگ دینا چاہتی تھی کہ ہم پتھر پر مرد ہو گئے ہیں۔ لیکن جارحیت کی صلاحیت ہم میں نہیں ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ بالآخر آئی سوسی آئی والوں نے اسے اپنی طرف سے لیا۔

لیکن کیا سنگزاد اپنے طور پر جارحیت کا مرکب ہو سکے گا۔ ہرگز نہیں۔ چھوٹا کرشل میاں سے نکال دیا جائے گا۔ ہم جیٹ چاہیں گے جسے جارحیت پر بھی آمادہ کر سکیں گے۔

مگر اسے اداس کے ساتھ مذاق بھی کمال ہی کر رہے ہیں۔ رابٹو بولے۔ "مقرر کو سیدھی راہ پر لانے کے لئے ساتھیوں سے بھی مدد لینا پڑتی ہے۔" اور یہ مل عمران... یہ کیا چہرہ ہے!

بچہ خطرناک آدمی ہے۔

کیا واقعی ٹیک میٹر ہے۔

ہاں ہم واقعی ٹیک میٹر ہیں! کچھ لوگوں کو قابو میں رکھنے کے لئے انہیں ٹیک میں بھی کرنا پڑتا ہے۔ عمران بھی اسی قسم کا ٹیک میٹر ہو سکتا ہے۔ کیا تم نے پہلے کبھی اس کا نام نہیں سنا۔

سنا ہوا سا تو لگتا ہے۔

وہ لڑکچہ کو آدمی ہے۔ خصوصیت سے زیر و لد کا پشاپاٹ ہے۔ سنا ہے کہ ہر جیٹ اسے چاہتی ہے۔

بڑی عجیب عجیب باتیں سننے میں آرہی ہیں۔

کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟

نہیں۔ "کلارنچ مل سائے کے کربلی و صورت سے بالکل محقق گت ہے۔ ہر قوم پر تو کر رہے ہیں کہ کچھ ہی ہم اسے ٹیک میٹر تصور کرتے ہیں۔ دراصل ہر قوم اس کے سائے میں زیادہ عقلمند بننے کی کوشش کر رہی ہے تو وہ ہمارے رائے ادا ہوا ہے گا کہ ہم کون ہیں۔

”اب لہدی بات سمجھ میں آئی ہے؟“

”اگر کسی طرح عمران باجہ آجائے تو نس سے کچھ کہہ سکتا ہوں۔“ کلارا
 ڈکسن نے ٹریشڈیش لہجے میں کہا۔ اور پھر ہنسنے لگی۔ انداز سے مضطرب نہیں معلوم
 ہوتی تھی۔ لیکن کبھی کبھی آنکھوں سے اندر کی بے چینی مترشح ہونے لگتی تھی۔

”حقیقت ہے کہ نئی“

”لیکن مجھے کیوں یاد نہیں آتا“

”حافظ کھڑے بیٹھا کوئی معمولی مرض نہیں۔ لیکن علاج بھی نہیں ہے۔“

”اگر مرض کی دوا معدوم ہو جائے“

”وہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔“

”ظاہر ہے۔ ورنہ آپ بھی اسے سمجھ کر چکے ہوتے۔“

”اگر میں کوئی شہزاد ہوں تو مجھے میرا دفتر دکھایا جائے۔“

”میں آپ کی بے یوزین بود کے سامنے پیش کر دوں گا۔“

”ہاں۔ ضرور ضرور۔“ کہہ کر سنگزاد نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے

اسے روک دیا۔ ”کوئی... پلزز... لیجئے رہے۔“ آپ کو آرام کی سخت ضرورت ہے۔“

”لیکن میں تو ڈراسی بھی کھنڈی نہیں محسوس کر رہا۔“

”آپ تو پھر کہیں۔“ جب تک پتھر مارتے ہیں تو کسی قسم کا احساس نہیں ہوتا۔

”میں صرف اسی قدر کہ کوئی چیز جسم سے ٹکراتی ہے لیکن اسے چوٹ لگتا تو

میں کہہ سکتے۔“

”فعلی نہیں۔“ عمران سر ہلا کر ہلکا۔ اس معاملے میں یہ لوگ خواہ مخواہ آپ کے

دوڑ رہے ہیں۔ تنہا میں کچھ کہہ ہی نہیں سکتا۔“ لیکن یہ دوا کا حاملہ ہے۔“

”اچھا ڈاکٹر فرض کرو۔ میں سب کچھ تسلیم کروں تو پھر کیا ہوگا۔“

”میرے بھی متعلقہ افراد ہیں تاکہ میں اسے کوئی۔“ ہم ڈاکٹروں کو اس سے کیا

دوا کریم صرف آپ کی بھائی صحت کے خواہاں ہیں۔“

”اتنے میں دوسرا ڈاکٹر کرے میں داخل ہوا۔“ عمران نے گہری دیکھی اور طویل

اس کے سر سنگزاد سے ہلکا۔ ”اچھا کرل متب بلیئریری ڈیوٹی فتم ہوگئی۔“

سنگزاد نے بڑا سامنے بنایا لیکن کچھ بولا نہیں۔

ایک گھنٹے بعد عمران پھر رانا بیلی میں تھا اور پروفیسر شکور کا میک آپ کر

سنگزاد سائیکو میٹیشن میں ڈاکٹروں کے زیر معائنہ تھا اور سائیکو میٹیشن اس
 طرح فوج کے گھیرے میں تھی کہ وہاں پر بندہ مار سکتا تھا۔ ڈاکٹروں کی
 اس ٹولی میں عمران بھی موجود تھا۔ اس کے جسم پر بھی ڈاکٹروں ہی سانس فیلڈ لباس تھا۔
 عمران کے علاوہ اور سب سے فیلڈ ورکرز اپنی اپنی اقامت گاہوں میں مستقل ہو
 گئے تھے۔ کلارا کے باغوں اس عمارت کا چھوٹا حصہ تھا۔ وہی اس سے پہلے والے
 ہیڈ کوارٹر ڈائریکشن منزلی کا پتھر سیپا کے ہاتھوں چھوٹا تھا۔ پھر فوج فی الحال یہ
 مسئلہ زیرِ مہر نہیں تھا کہ آئندہ اس مسئلے میں کیا ہوگا۔

سب سے اہم مسئلہ خود سنگزاد تھا۔ اس وقت وہ بستر پر خاموش بیٹھا تھا
 آنکھیں چھت سے لگی ہوئی تھیں۔ اور عمران اس کے قریب ہی کسی ڈالے
 بیٹھا آسٹریٹوٹس نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔
 دفعتاً سنگزاد کا رخ عمران کی طرف ہو گیا اور اس نے کہا۔ ”ڈاکٹر اس پوری
 ہیڈ میں صرف تم ہی مجھے ایک معقول آدمی نظر آتے ہو۔“

”شکریہ کرلی۔“

”ادھر کوئی۔“ وہ نہیں پڑا پھر ہلکا۔ ”ہاں مجھے یہی یاد رکھنے کی کوشش کی
 جا رہی ہے کہ میں کوئی کرلی شہزاد ہوں اور کبھی آئی سکاٹی لایک ڈپٹی ڈاکٹر
 تھا۔“

مہ تھا۔ اُس نے گھڑی دیکھی۔ آٹھ بجتے۔ ساٹھ آٹھ بجے اُسے شبِ ثواب ہنسنا
میں پہنچنا تھا۔ جہاں شہلا چوہدری نے رات کے کھاتے کی دعوت دی تھی۔ عسکری
چاہتا بھی تھا کہ زیادہ سے زیادہ اُس کے ساتھ دیکھا جائے۔ میک اپ کی
نگاہیں کے بعد اس نے بیک زبرد کر طلب کیا۔
”تم نے پروفیسر شکر کے پاس سے کیا معلومات فراہم کیں؟“ عمران نے
اُس سے پوچھا۔

”وہ زبیر جعفر خانک آدمی ثابت ہوا ہے۔ جناب۔ افریقہ کے کئی ملک کی
پولیس اُس کی تلاش میں ہے۔ میں کا باشندہ تھا دس سال پہلے اپنی یہاں کی
جائے اور وفات کر کے دنیا کی سیاحت کے لئے نکلا تھا۔ افریقہ پہنچ کر مارشل
میں ملوث ہو گیا۔ کئی حکومتوں کے نیچے اُن کی کوشش کر ڈالی۔
”تم نے ابھی خبر سنائی ہے۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”اب جلدی سے پولیس
شکر کے جعلی کاغذات بھی تیار کر ڈالو۔ یعنی پناہ پورٹ وغیرہ۔ کیا کہئے؟“
”بہت بہتر جناب۔“

پھر عمران نے وہی منصوبہ گاڑی ٹکوائی تھی۔ جس پر رائفل کلب گیا تھا
میک اپ میں شہلا اُسے منتظر لی۔

”تم نے تو مجھے بڑی الجھن میں ڈال دیا ہے چوہدرانی۔“ عمران نے سانس
والی گرمی میں پوچھتے ہوئے کہا۔
”کیوں کیا ہوا؟“

”یہ شہلا سے پروفیسر شکر صاحب؛ تم ان کے پاس سے اور کیا سنا تھی بڑی؟“
”بس اتنا ہی جتنا آپ کو بتا چکی ہوں۔“

”جہاں معلومات پاس ہیں۔ تا زہری معلومات نے میرے توپکے چھڑا دیئے
میں کسی وقت بھی ہتھکڑیاں پہن سکتی ہوں۔“

”میں نہیں سمجھتی۔ وہ پریشان ہو کر ہو لی۔“

”پروفیسر میک اپ خطرناک آدمی بن چکا ہے۔ افریقہ کے ملکوں کی پولیس کو اس کی
تلاش ہے۔“

شہلا کی آنکھوں میں بے چینی اور سرسبکی کے ملتے جلتے آثار پائے جاتے تھے۔
”اور اب؟“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”میں اُس دوست کے گھر واپس نہیں جاؤں گا
جہاں میں بحیثیت پروفیسر مقیم ہوں۔“

”پھر کہاں جائیں گے؟“

”آپ تم ہی میرے قیام کا انتظام کرو گی۔“

”بڑی خوشی سے جہاں آپ کہیں۔“

”دینار ہوئی بھی تو شہلا کی ہے۔“

”جی ہاں۔“

”میں وہی قیام کرتا چاہتا ہوں۔“

”میں ابھی فون کرتی ہوں میجر کو۔“

”ضرور کرو... ادا اُسے جانت کر دو کہ جو بھی کرے گی کبھی طلب کرے
اُسے بغیر جیل رجسٹر دے دی جائے۔“

”بہت بہتر۔ میں ابھی آتی۔“ شہلا اٹھتی ہوئی بولی۔

پھر وہ میجر کے کمرے کی طرف چلی گئی۔

کارڈکس اس میجر میں امتیازی حیثیت رکھتی تھی۔ سب اُس کا سی طرح
تعمیر کرتے تھے جیسے وہ اُن کی سربراہ ہو رہی ہو۔ رابرٹس کے ساتھ بھی تھا۔

خود اُن دونوں کے درمیان جس قسم کی گفتگو ہوتی تھی۔ اس سے بھی یہ معلوم
ہوتا تھا جیسے برابر کا درجہ رکھتے ہوں۔ اس وقت بھی رابرٹس ہی تھپیہ پہن کر

تقدیر کر رہا تھا اور وہ خاموش بیٹھی کس رہی تھی۔ آخر کچھ دیر بعد بولی۔ آخر
ان سب باتوں کا فائدہ؟

تقدیر اصلاح کا ایک محققہ وزیر ہے۔ رابرٹ نے کہا۔

کالارائس پڑی اور رابرٹ اسے گھونٹا جو ابلتا۔ اس میں اس طرح جینے
کی کیا بات ہے؟
تم جیو کر کہتے ہو اس طرح پختہ پراعت دوسروں پر تقدیر نہیں بلکہ خود
تقدیر ہی کبھی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے؟

میں نہیں سمجھا۔

ڈیوڈ جیسے احمق آدمی کا انتخاب تم نے کیا تھا؟

رابرٹ نے کچھ کہنے کے لئے نہ کھولا۔ پھر سختی سے جوش بھینچ لئے۔ یہ
تقدیر گھونٹنے کی طرح اس کی کھونٹ پر پڑی تھی۔

کیوں خاموش کیوں ہو گئے؟

کچھ نہیں وہ محض اندازے کی غلطی تھی۔

اسی طرح کبھی کبھی تنظیم سے بھی اندازے کی غلطی ہو جاتی ہے۔ اور اس
کی سب سے بڑی وجہ مخالفت کیس کی سرگرمیوں سے کا حق نادانیت ہوتی ہے۔

میں تب سے ہی کہنا چاہتا تھا۔ رابرٹ مسکرا کر بولا۔ یہ بھی ہماری
پریس اور صحافیوں کی فنانس کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے مخالفت کیس کی غلط
تعلیموں پر بھی کتابیں لکھی اور چھاپی ہیں۔ لہذا وہ بھی اب اتنے محتاط ہو گئے

ہیں کہ ہمیں ان کی مصروفیات کا حکم نہیں ہو پاتا۔

ہم سکتا ہے کہ تیار اخیان درست ہو۔ لیکن فی الحال پیش نظر مسئلے پر
ہی توجہ دینا بہتر ہو گا۔

سیراخیان ہے کہ ڈاکٹر فورمل کرلیڈ سے متاثر دیا جائے۔ رابرٹ نے کہا
میں تم سے متفق نہیں ہوں۔ اگر اسے فیڈ سے متاثر کیا گیا تو ڈیوڈ کے

حق کا الزام نہیں پڑ جائے گا۔ اور کسی طرح بھی مناسب نہ ہو گا۔
جیسی تھماری مرضی؟ وہ بے دلی سے بولا۔

خیر ختم کر دو اس قضیے کو۔ جیو فیڈر شکور کے بارے میں کیا رپورٹ ہے؟

وہ دینار ہونٹل کے سوٹ نمبر ایک سو تیس جی پی پی ہے۔ کچھلی رات
ڈیوڈ نے سب ٹاپ کلب میں کھانا کھایا تھا۔ یہ ٹوکی سیری سمجھے سے باہر ہے۔ باپ

قد ریزہ دلی ہے اور بیٹی اتنی دلیر ہے۔

ڈیوڈ پر گڑی نظر رکھو۔

مجھے حیرت ہے کہ ابھی تک یہاں کی پریس پر ڈیوڈ کی طرف متوجہ نہیں
ہوتی۔ رابرٹ نے کہا۔

منجانبہ کیوں مجھے پریس کے معاملے میں کوئی بات غیر نظر کا سبک رہا ہے؟
کیا بات...؟

یہی تو ابھی تک مجھ میں نہیں آسکا۔ جیو سٹنگر اڈے متعلق کیا رپورٹ ہے؟
اسے سالیکو میٹھن سے چھاپائی کے ایک بنگلے میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ اور

راج اسے اس کے آفس پر بھی لے جایا گیا تھا۔

گڈ۔ وہ چٹکی کا کر بولی۔ اب بات بننا ہے۔ کبھی کی بن جاتی اگر تم نے
معاشرہ ڈیوڈ کے جھوٹ کیا ہو گا۔

خدا کے لئے اب اس کا نام لینا بند کر دو۔ میں خود کو بالکل گھڑا محسوس
کرتے تھا ہوں۔

چلو تم کرو۔ کوئی اجابات۔ کرو۔ وہ مسکرا کر بولی۔

جیو فیڈر کی بات جونی جا چکے۔ آخر یہ بڑی...

حکب منٹ۔ کالارائس اٹھا کر بولی۔ راشد پٹان کیا کر رہا ہے؟

بھاگ گیا۔ علاقہ غیر ہے اس کا تعلق تھا۔ یہاں نہیں ہے۔ آخر یہ
اپنی ان حرکتوں سے ہمیں کیا یاد دلانا چاہتا ہے؟

• یہی کہ وہ ہم سے خائف نہیں ہے۔

• اس سے فائدہ •

• فائدہ چہا نہ ہو اس کا باب قریب چون و چرا دہی کر رہا ہے جو ہم چاہتے ہیں
کچھ دیر خاموش رہی پھر لہر ڈوبلا۔ کیونکہ سنگھناؤ کا کھیل شہر
کر دیا جائے۔

• ابھی نہیں۔ پہلے آہستہ آہستہ اس کی یادداشت والیں لائی جائے گی۔ اس
کا انحصار چھوٹے کرسٹل کی کارکردگی پر ہے۔

• کیا واقعی چھوٹے کرسٹل میں کوئی نقص رہ گیا تھا۔

• ایک آدمی میں۔ لیکن میں نے تو پوچھا تھا کہ میری بارخانہ صلاحیت کو روک

رہ گئی ہے۔ میرا چھوٹا کرسٹل صحیح طور پر کام کر رہا ہے۔

• "جیسے کرسٹل انڈرڈ کرادو"۔

• صرف انہیں کیا جا سکتا ہے۔ جن کے خون کی قسم کرسٹل سے مطابقت

رکھتی ہو۔ ہر ایک پر یہ وبال نہیں آ سکتا۔

• وبال کیوں کہہ رہی ہو۔

• اس طرح یہ بات شہاری مجھ میں نہیں آئے گی۔ تاؤ تھیک اپنی آنکھوں

سے نہ دیکھ لو کہ کرسٹل انڈرڈیشن کیسے ہوتا ہے۔ خیر غم کرو۔ سب سے خطرناک

آدمی عمران کے بارے میں تم نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔

• آس کا سرانج ہی نہیں مل رہا۔

• اور یہی سب سے زیادہ مخدوش پہلو ہے۔

• "مے شاید علم تھا کہ میرے آدمی اس کا تعاقب کرتے ہیں۔ لہذا اس کے

آدمیوں نے گاڑی کا حادثہ کر کے انہیں تعاقب سے ہانکھا۔ اس وقت

سے عمران کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکا۔

• "میں اس کے سلسلے میں اب انتہائی توجہ دینا چاہتی ہوں۔

• میں نہیں سمجھا۔

• اپنے آدمیوں سے کہہ دو کہ جب بھی نظر آئے اسے گر لے۔ دی۔

• "یہاں نہیں کہاں نظر آئے۔"

• "سائینسر لگے بیٹوں سے ہر جگہ ممکن ہے۔"

• رابرٹو خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔

• عمران نے اس کا انتظام کر دیا تھا کہ پولیس پر وائسرنگور کے بارے میں

بھرا دھر پوچھ گچھ کرتی چھوے۔ دھرا دھر سے ہر ادھر کلب کے مختلف ممبروں

کے تھے۔ سر سلطان نے اس کا انتظام بطریق احسن کر دیا تھا۔ اس سلسلے میں

تجارت چمڑی سے بھی پولیس نے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔

• "نہ کی باری آئی تو اس نے کہا کہ بات ختم کر دی کہ سر نے ہے۔ پو دھیر سے ملاقات

کی تھی اور اس نے داخل کلب کا دعوت نامہ اس کے حوالے کر دیا تھا۔ لیکن

پولیس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں مقیم ہے۔

• ہر حال عمران تو اب بھی دینار جڑل کے سوٹ نمبر ایک سو تیس بی میں

مقیم تھا اور اب اس نے شکایت بھی ملتا جلتا ترک کر دیا تھا۔ عمران جتنا زیادہ

ان حالات سے متعلق سوچتا اسی نتیجے پر پہنچتا کہ شائد قسمت نے خود بخود اس کا رخ

کراچی کی طرف موڑ دیا تھا۔ ورنہ کیا ضروری تھا کہ تہہ کا بڑا دھیرہ شہر کی

کوئی...

• وہ ابھی ابھی ناشتے سے فارغ ہوا تھا۔ زیادہ تر دم سروں ہی سے کاہ جلا

ہوا تھا۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھنے سے احتراز کرتا تھا۔ ڈرائیو کا اسٹائل کسی قدر

پرانی کر دیا تھا۔ اس سے زیادہ اور کبھی کیا سکتا تھا۔ ڈرائیو کو نہیں بالکل صاف

گردیا تو جیسے پر عمران کی جھلکیاں بھی نظر آئیں۔ حالات کے سخت اتنی تباہی
ناگزیر تھی۔ دراصل امر یہ وہ دیکھنے کے لیے شہنشاہوں سے بچا جاتا
تھا۔ اس کے لیے ڈاڑھی کا اشاریہ بدل دینا کافی تھا۔

وہ پھر روم سرویس کے دیر کو طلب کرنے کے لیے فون کی طرف جرحا
تھا کہ کھڑی ہو۔

عمران نے جلدی سے رسیبورا اٹھایا۔ اور دوسری طرف سے کسی عذر کی
کی آواز سنائی دی۔ یہ دیکھ کر شکوہ۔

”ہاں کون ہے؟“ عمران نے یہ وقت لہجے میں پوچھا۔

”تم مجھے نہیں جانتے لیکن میں نہیں جانتا ہوں۔ تہا دی پوری ہسٹری سے
واقف ہوں۔“

”میرا خیال ہے کہ جہاں کا بچہ پوری پوری ہسٹری سے واقف ہے تم جا
مدعا جان کر دو۔“

”ہٹل کے فون پر نہیں۔ باہر نکلو سامنے ہی باقی میڈیکل اسٹور ہے۔
وہاں سے تم مجھے کال کر سکتے ہو۔“ سرخندہ دھجھکات آتھ ہے۔

”شہرہ! عمران نے کہا میں نہ برفش کروں گا۔ تین دو۔۔۔“

”مجھ سات آتھ۔۔۔“ دوسری طرف سے آواز آئی اور رابطہ منقطع ہو گیا
عمران مارتھ پیم کر آتھ مگر مسکراتا تھا۔ ”تو یہ خواہ مخواہ کا تیر ٹھیک لڑنے
پر بیٹھا۔ کبھی کسی محض اتفاقات میں کامیابیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔

اس نے تیز سے لباس تبدیل کیا۔ اور باقی میڈیکل اسٹور جا پہنچا۔ وہاں
پرنسپل کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کئے۔ دوسری طرف سے فوراً جواب ملا۔ ”آواز کا
اجنبی کی تھی۔ اس نے کہا تم کھدرا آدمی معلوم ہوتے ہو پر دیکھو۔“

”کھدرا نہ پتا تو تم اس پھرتے کیوں نہ عمران نے تلخ لہجے میں کہا اور دوسری
طرف سے بلاکس کا قہقہہ سنائی دیا۔

”میں سمجھتا ہوں کہ کھدرا موڈ غراب ہو گیا ہے۔ خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ
مقامی پولیس تہا ری تلاش میں جو کوئی اجنبی تہا رہے پتے سے واقف ہو۔“

”بہت خوب! عمران تبس کر بولا۔ ”میرا خیال ہے کہ کسی ایک میلے سے میرا
سابقہ پڑ گیا ہے۔“

”قطع نہیں۔ اپنے الفاظ واپس لو پر وقیصر۔۔۔“

”جب تک تہا ری اصلیت مجھ پر مکمل جائے الفاظ واپس نہیں لے جاسکتے۔“
”اچھا تو سنو! سہارا پتے تہا رہے پیشے سے مختلف نہیں ہے۔ کیا یہ قسط ہے
کہ افریقی ملکوں کے باہر مازو کے لیڈر تہا رہیں استعمال کیے جاتے ہیں۔“

”لفظ استعمال پر مجھ پر اعتراض ہے۔“

”کیوں پر وقیصر۔“

”لفظ استعمال ایسے حالات سے تعلق رکھتا ہے جن سے اپنا مفاد بھی
دراستہ نہ ہوتا۔“

”لفظ کے بھی کھلاڑی جو پر وقیصر۔“

”میں زندگی ہی کرکھیل سمجھتا ہوں۔ تم اپنا مدعا بیان کر دو۔“

”اگر تم ہماری مدد کرنا پسند کرو تو ہم نہیں پولیس سے بھی تھکتے نکلیں گے۔“

”مدد سے تہا ری کیا مراد ہے؟“

”تم ہمیں کے بستہ ہو۔ یہاں کے حالات سے پوری طرح باخبر رہتے ہو گے۔“
”دیکھو دوست۔ اگر تم یہاں کوئی ایسی حرکت کر رہے ہو جو اس ملک کے
مفاد میں نہیں ہے۔ تو مجھے بہت دشمن بننا ایک کھوٹ۔“

”ہم اس ملک کی مصلائی پاتے ہیں۔ لیکن یہ قوتوں کی سمجھ میں نہیں آری
یہ بات۔ اس لئے ہم کسی بہت دشمن اور جنگ کے مقامی آدمی کو اپنا ساتھی
نہا جاتے ہیں۔“

”اور نظر استحاب مجھ پر پڑی ہے! عمران نے جیسے ہوئے لہجے میں کہا۔

۱۰ طنزہ انداز ترک کر کے سنجیدگی اختیار کر دیو فیصلہ بھی تہا رہی حکومت اپنے طور پر نہیں تو شکر اراہی ہے کسی غیر ملکی سفارت کار نے اس کے لئے درخواست نہیں کی۔

۱۱ اچھا تو بھر...؟

۱۲ اگر میں کیسی کے سفیر کو تہا رہی یہاں موجودگی سے مطلع کر دو، تو کسی نے نہ...
 ۱۳ عمران نہیں پڑا بھر بلا۔ یہ ایک سینگ نہیں تو اور کیا ہے؟
 ۱۴ تم غلط لفظ استعمال کر رہے ہو یہ وہی فیصلہ سودا گاری کہتے ہیں۔

کیا سمجھو؟

۱۵ بالکل سمجھ گیا۔ مجھے تہا رہے ساتھ ملنا ہی پڑے گا۔

یہ کوئی نلیک...

۱۶ لیکن معاملات کو بوری طرح سمجھ بغیر یہ ناممکن ہے۔

۱۷ وہ بھی سمجھا دینے چاہئیں گے۔

۱۸ اسی وقت میں کوئی فیصلہ بھی کروں گا۔ اچھا بانی بانی یہ بہت معروف

آدمی ہوں۔ کہہ کر عمران نے رسیو کر ٹیبل پر رکھ دیا۔ تین کچھ غیر مطمئن سالفا آرہا تھا۔ اس نے سوچا کہ جیسے سے ایک ایسے نوٹوں کو کر کے نامعلوم غیر ملکی کارڈ نمبر پر لیس کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن پھر اداوہ ملو کی کر کے ڈرنگ اسٹر سے نزلے کی دو اعزیز اور کال کے پیسے ادا کئے فٹ پاتھ میرا آ رہا۔ دو حیار قدم ہی چلا ہو گا کہ اپنے پیچھے ایک یہ ہیا میں نظر آئی جس کا ہاتھ اس طرح اٹھا ہوا تھا جیسے اس کی گردن پر کرائے کا ادار کرنے جا رہا ہو... عمران ایک دم چٹا اور اس سے لگ گیا۔ پسینے پڑنے والی فکر ایسی ہی تھی کہ مقابل اچھل کر دوڑ جا رہا۔ لیکن شاید وہ تبا نہیں تھا۔ ورنہ وہ آدمی اور کیوں ٹوٹے پرشے عمران پر... عمران ان کی گرفت سے چپٹی چھل کی طرح پھسل گیا۔ یہ کوئی دیرینہ علاقہ نہیں تھا کہ حملہ آور بات بڑھانے کی کوشش کرتے۔ عمران کی ڈانٹ سے

۱۹ احترام میں لوگ حیاروں طرف سے دوڑ پڑے۔ اور عمران نے حملہ آوروں کو ایک پائے موڈل کی سیورلٹ میں پھنک کر فرار ہونے دیکھا یہ تینوں ویسی ہی تھے۔ دیکھا ہوا جناب... کیا بات تھی؟ کسی نے عمران سے پوچھا۔

۲۰ صبح کاشٹے کی کوشش کی تھی بہ بھگت نے۔ عمران خواہ مخواہ ہاٹھا ہوا بولا۔ حاکم اس کا دم ایک فیصد بھی نہیں اٹھا رہا تھا۔

۲۱ اسے... وہ گاڑی میں تھے کسی نے کہا۔

۲۲ میں نے نہیں دیکھا۔ عمران نے بدستور دہانتے ہوئے کہا تو پوچھی ہوں گے نہیں معلوم تھا کہ اس شہر میں دن دہڑے سے بڑی ہوئی ہے۔

۲۳ کوئی کچھ نہ بولا اور عمران ننگرا آتا ہوا چول کی طرف چل پڑا۔ وہ آخر کون تھے

اور کیا مانتے تھے۔ کیا اس کا اعوار اس کے علاوہ اور کچھ سوچا ہی نہیں جاسکتا

وہ جو کوئی بھی ہو۔ اُس کے لئے کام کرنے والے سارے مقامی آدمی اناڑی

ہی معلوم ہوتے ہیں۔ عمران سوچتا ہوا بول میں داخل ہوا۔ کاؤنٹر پر آیا تو کلک

نے اسے سمجھی دی۔

۲۴ ہوں۔ اچھا۔ شکریہ۔ اس نے نہ کہا تھی لئے ہوئے اپنے سوٹ کے پاس

دروازے پر پہنچا لیکن چل کھڑے ہی ایک قدم پیچھے ہٹ گیا رستہ کے کمرے

میں ایسی ہی ابتری نظر آئی تھی۔ پھر عجب گاہ میں پہنچا وہاں کی بھی ایسی ہی حالت تھی

سوٹ کیس کھلا ہوا تھا اور اس کی ساری اشیاء دبتر پر بکھری ہوئی تھیں ان میں

وہ جعلی کاغذات بھی تھے جو ملک زبیر نے اس کے لئے فراہم کئے تھے۔

۲۵ عمران کے ہونٹوں پر عجیب سی سکتا سب چھل گئی۔ تو یہ بات تھی اس نے سوچا۔

۲۶ اسے محض اس لئے کرے سے بتایا گیا تھا کہ تلاش لی جائے۔ سادہ اور حملہ آفر

کند گان نہیں بلکہ اسے مزید کچھ دیر باہر روکے رکھنے کے لئے تھے۔

اس سے حیب جو نگہ کا یکٹ نکالا اور ایک بیس مزہ میں ڈال کر اہستہ اہستہ کچلنے لگا۔ اس کے بعد وہ اس انتشار کو دوبارہ مرتب کرنے میں لگ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بجی... وہی ہو گا۔ اس سے سوچا اور اس کی ٹھیکان کھتی سے پہنچ گئیں۔
ریسیور اٹھا کر کال ریسیور کی۔

”ہیلو پرفیسر...!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”خٹ آپ یو باسٹرڈ...!“ کہہ کر عمران نے ریسیور کیڈل پٹخ دیا۔ اسی بار جھٹ کو آنکھ مار کر مسکرایا تھا۔

”نہیں دوست...“ دفتہ مینٹل بیس کے طرف سے آئی۔ ”ہماری دوستی اتنی ہی اس دیر میں حاشی پختہ ہو چکی ہے۔ یہ ٹرانسمیٹر تختہ قبول کرو۔ خود کار ہے اور وسیع دائرہ عمل رکھتا ہے۔“

عمران اپنی گھوڑی پہلا کر رہ گیا۔ آواز بھڑائی۔ ”اس ٹرانسمیٹر کے سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے پیغامات صرف اسی ساختہ کے دوسرے ٹرانسمیٹر پر سنے جاسکتے ہیں۔“

”لیکن یہ سب کیوں؟ عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

”کچھ میں نہیں آیا مینٹل بیس کے قریب آ جاؤ...“ دوسری طرف سے آئی۔
”ٹرانسمیٹر نام بیس کے عقب میں رکھا جاوے۔ بہت مختصر سا اور یہ طاقت ور ہے جو انچی میٹری سے چلتا ہے۔ اس میں فی الحال جو سیل رکھا جاوے گا کم از کم ایک سال کے لئے کافی ہو گا۔“

عمران مینٹل بیس کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن نام بیس کو اس کی جگہ سے نہیں ہٹایا۔

”ہاں میں مینٹل بیس کے قریب موجود ہوں۔“

”میری دوستی کا پتہ قبول کیا یا نہیں؟“

”لیکن میں تم خواہ مخواہ میرے معاملات میں مداخلت کرنا چاہتا ہوں۔“

کیا جانتے ہو؟

”اہستہ اہستہ میرے دوست! جو سنا ہے کہ میں تم سے جھگڑی یا ٹیک اپ کا میں کیا حساب دیتی ہوں۔ تم اب تک صحت اسی لئے بچے ہوئے ہو کہ میک اپ کے ماہر ہیں جو۔“ وہ نہ افریقہ سے نہ نکل سکتے۔

”اچھا ابس...“ عمران ٹھکی ٹھکی سی آواز میں بولا۔ ”میں اب آرام کرنا چاہتا ہوں تمہاری دوسرے بہت تھک گیا ہوں۔“

”تم نے جس انداز میں ان بدعنوانی کو شکست دی تھی... اس سے بھی میں متاثر ہوا ہوں۔ اچھا تو تم آرام کرو۔... اور آئیڈل آئی۔“

عمران نے طویل مسائل لی اور آرام کر ہی پڑھ کر ہو گیا۔ نام میں کے پیچھے سے خود کار ٹرانسمیٹر بھی اٹھایا تھا جو حساستہ کے اعتبار سے ماہر کی ڈیوہیر سے زیادہ بڑا نہیں تھا۔ وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ سر وقت آن رہنے والا یہ ٹرانسمیٹر اس کے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ یعنی اسے پاس رکھ کر وہ ہر وقت اس نامعلوم آدمی کی پیٹنج میں رہ سکتا تھا۔ یعنی بحیثیت عمران کسی سے گفتگو نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے سر کو خفیہ ہی جنبش دی اور اونچے دنگ۔ دفتہ ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔ ”کہو یہ کیوں بایسڈ آیا؟“

”میرا بہت بے وقت ہوا...“ عمران نے کسی قدر ہنسی بھلا ہٹ کے ساتھ کہا۔ اگر میں اس نامعقول چیز کو اپنے پاس ہر وقت رکھوں تو دوسروں سے ہونے والی کی گفتگو بھی تم تک پہنچ جائے گی۔“ اور...“

دوسری طرف سے ہلکا سا قبضہ برسانا دیا اور پھر کہا گیا۔ ”یہ بات قریب ہے۔“

لیکن تم اسے ہر وقت اپنے پاس رکھو ہی کیوں۔“ اور...“

”نہیں میں اسے ہر وقت اپنے پاس رکھوں گا۔ ستارہ نہیں نہ معلوم ہو کہ

الیکٹرک انجینئرنگ میں بھی دل رکھتا ہوں۔ ایک چھوٹا سا“ آئی سی ڈسٹر بنک

سرکٹ۔“ ہٹاؤں گا اور اس سے اچھی کر دوں گا۔ قصہ ختم۔ جب تم سے گفت کر

کرنی چوٹی ڈسٹرنگ سرکٹ بنانا دیا۔

پروویسور واقعی بہت گہرے ہو۔ لیکن ابھی تک غلط فہمیاں میں پڑ کر رہا ہوتا رہے۔ وہ اب دیکھا کہ ہمارے ساتھ تھوڑی سی زندگی کتنی شاندار گزرتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ہم ہمیں ساری دنیا میں محفوظ بھی دے سکتے ہیں۔ اور...
”افریقہ میں بھی۔“ عمران نے چمک کر پوچھا۔

”ہاں نہ صرف افریقہ میں عام طور پر بلکہ کینیا میں بھی خصوصیت سے جہاں سے ابھی حال ہی میں نزار مرنے پر۔ پروویسور ہمارے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ تب تو بعدہ خصوصیت میں اپنا چھوٹا سا ہاتھ دوسرے کے لئے بڑھانا چوں۔ کینیا میں میری کروڑوں کی پوشیدہ دولت موجود ہے۔“

”جب بھی کہہ گئے اُسے ہنگام آؤں گراوی گئے۔“

”تب پھر تم بگھے آج سے بالکل اپنا آدمی بھرو۔“

”شکریہ... پروویسور...!“

”دو ماہ اندر...“ کہہ کر عمران ٹرانسمیٹر سے بہت دور چلا گیا۔ یعنی خواب گاہ

میں... جہاں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔

دفتر پہنچے ہی سنسکڑاؤ میں آہستہ آہستہ تعبیلیاں دونا ہونے لگی تھیں۔ اور یہ تبدیلیاں اُس کی گزشتہ یا دو اہستہ سے متعلق تھیں... لیکن عمران کے مشورے کے مطابق اُس کے دفتر کے مختلف حصوں میں کلور ڈسٹرکٹ ٹیلی وژن کیمرے چھپا دیئے گئے تھے اور آہستہ آہستہ روم میں اُس کی ساری نقل حرکت کی۔ وی سی سیٹ پر دیکھی جاسکتی تھی۔ لیکن ابھی تک اس سے کوئی ایسی حرکت نہ ہوئی تھی جو بالکل ٹوٹی۔ یادداشت آہستہ آہستہ واپس آ رہی تھی۔ پھر اسے اپنے جوی نچکے

میں یاد آئے جو اس کی گمشدگی کے بعد سے کسی دوسرے شہر میں مقیم تھے۔

کرنل میسوی اُس سے متعلق عمران سے مشورہ کرتا رہتا تھا۔ اُس سے اس سے پوچھا تھا کہ کیا وہ کرنل شہزاد یا سنسکڑاؤ سے اس کے افریقہ سے اب تک صاحبِ برعاجے کے بارے میں پوچھ گچھ کرے یا نہ کرے۔ عمران نے فی الحال اس سے باز رہے کا مشورہ دیا تھا۔

عمران کا یہ عمل داخل ڈاکٹر جنرل صاحب کو ایک آنکھ نہیں بھانا تھا۔ لیکن اسہوں نے مداخلت نہیں کی البتہ اُن کی خواہش تھی کہ سنسکڑاؤ کے مسئلے کو جلد راجد حل کیا جائے۔ آخر خیر اُسے اُس کے آفس میں بھولانے پر کیوں متصر تھے؟۔
”رات کی ڈیوٹی صاحب۔“ کرنل میسوی نے کہا۔

”حسب معمول رات کی ڈیوٹی میں کرنل شہزاد کی جگہ کام کرنے والا اب یہاں ہے۔“
”یہ ضروری تو ہیں بے شک کرنل شہزاد کو رات کی ڈیوٹی بھی کرنے دیں۔“
”یہ حال میرا ہی حال ہے کہ وہ اس ڈاکٹر کیوٹیٹ کی کسی اہم دستاویز پر ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہیں۔“

”یہ ان کا احمقانہ خیال ہے۔“ ڈاکٹر جنرل نے کہا۔

”لیکن اگر کرنل شہزاد کو رات میں یہاں رکھنے کا موقع مل جائے تو وہ خود سیکیورٹی ایچارج بھی ہو گا۔ جو اس کا دل چاہے گا گزرے گا اور سیکورٹی فورس کو کالوں کا ان خبر بھی نہ ہو گی۔“

”تم حال کیا کہنا چاہتے ہو کہ اس کے لئے کوئی ایسا موقع فراہم کیا جائے۔“
”جی ہاں میں بھی عرض کرنا چاہتا تھا۔ ریکارڈ روم سے اصل کاغذات بتا دیئے جائیں گے۔ ان کی جلد غیر اہم فائلیں رکھی جائیں۔“
”اور تم اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیں گے۔“

”جی ہاں اور کیا؟“

دفعۃً فی شوکر جزل نے غصیلے پہنچے ہیں کہا۔ لیکن اسے کچھ سے کا کون ہے؟
 "جی... یعنی کہ..." کرنل فیضی شوکر جمل کر رہ گیا۔

"جو بھی ہاتھ لگائے گا اُسے کاغذ کی طرح چیر کر پھینک دے گا۔ عراق ہی کے بیان کے مطابق ان لوگوں پر گولیاں بھی اتر نہیں کر سکیں۔ دروازے توڑا اور دیواریں گراتا چلا جائے گا۔ پھر یہ ڈاکو گورنمنٹ ہسپتال کا گولیاں کیاں جائے گا۔ میں اس کے حق میں نہیں تھا کہ اس کو آفس میں بیٹھنے دیا جائے۔ لیکن تم اس دیوانے کی باتوں میں آگئے۔ وہ تمہیں مجھے قطعاً پسند نہیں رہے۔"

کرنل فیضی کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار تھے اور وہ بدابارستانی سے پسینہ لپکھ رہا تھا۔

"کیا خود کرنل شہزاد نے رات کی ڈیوٹی کے باب سے پی پچھا تھا؟ ڈی۔ جی نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"جی ہاں۔"

اور تم نے کہہ دیا ہوگا کہ جب ضرورت ہوگی اسے رات کی ڈیوٹی بھی کرنی ہوگی۔

"اور وہ خاصا جاشن بٹاش نظر آئے لگا ہوگا۔"

"جی ہاں۔ اب آپ کے استفسار پر یاد آیا کہ وہ کس جذباتی تغیر سے غور گزارا کرتے؟"

"میں کہتا ہوں کہ اُسے بہتر سائیکو منیش بھیادوست۔"

دفعۃً ایک زبرد دار آواز ہوئی اور ڈی جے کے آفس کا دروازہ چوٹھ سمیت اُکھڑ کر کمرے کے وسط میں آچلا۔ وہ پہلے اچھل کر دوسرے کمرے تھے۔ کرنل فیضی فوراً کام ہی آجانا۔

"گزارا کر جس داخل ہو کر دیا پڑا۔ میرے خلاف سازش ہو رہی ہے۔"

"تم جوش میں ہو رہا نہیں؟ کرنل فیضی بولے۔ یہ ڈی۔ جی صاحب کا کمرہ ہے۔"

"میں دیکھ رہا ہوں۔ سادہ دم دونوں کی گفتگو اپنے کمرے میں بیچہ کو سن رہا تھا۔"

"میں سہمہ نہیں ہوں۔ کیا کچھ۔ مجھے گرین فائل ختم نہیں چاہیئے۔ سنا تم نے..."

"ایک منٹ کرنل شہزاد" ڈی۔ جی نے ہاتھ اٹھا کر نہایت نرم لہجے میں کہا۔ آخر جہاں پہنچنے والی گفتگو تم تک کیسے پہنچی۔"

"میں پشیمانی جزل جہاں۔ جب چاہوں اپنے حواس غم کر اسی وقت دے سکتا ہوں کہ وہ..."

ایک لمب ڈی۔ جی نے بہتر مل نکال کر سنگزاد کی آنکھ پر ناز کر دیا۔ بڑی خوفناک دہراؤ اس کے حلق سے نکل رہی تھی۔ دونوں ہاتھوں سے حلق پر پھرنے والی آنکھ دبانے فرش کی جانب جھکتا چلا گیا پھر جزل بڑی جھرتی سے اُس کے عقب میں پہنچا اور پے در پے کئی گولیاں اُس کے منہ پر زماں بار دیں۔ اب تو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی ارنا جینسا سوتے وقت ڈگر ادا ہو۔ پوری عمارت میں کھل بی پڑھنی دروازہ تو کھلی ہی چکا تھا۔ دفتر کے سامنے پھر اکٹھا ہونے لگی۔

دفعۃً جزل مدد طلب کی طرف شوکر دہراؤ۔ اپنی ٹکبوں پر واپس جاؤ۔

"اور واپس ہی پھر سنا تھا چکا گیا۔ اور سنگزاد عقلاً اچھا چکا تھا۔"

"ج۔ جناب۔" کرنل فیضی بھلا پڑا۔ اس سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔

"کی نہیں سوچ سکتے تھے۔ جزل سکر آکر لپکا۔ میں اس نکلے کا سر ہا ہوں اور سربراہی مجھے سخت نہیں مل سکتی۔"

عراق کو سنگزاد کی موت کی اطلاع ملی تو حیکر کر رہ گیا۔ واقعی ڈی جی نے

بڑی محبت میں اپنی ذہانت کا مظاہرہ کیا تھا۔ یقیناً اونچا آدمی لگتا ہے۔ عراق

سر چنا اور خواہ مخواہ خوش سوتا رہا۔

وہ اب بھی دیکھتا ہوئی کتا سی کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر حقیق تھا اور

آئی ایس آئی والے اُسے سارے شہر میں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔

عمران نے پروفیسر کا میک آپ اندر کردہ سڑک ایک اپ کیا اور ٹوٹل سے نکل آیا صاف سے پہلے اس نے ڈرگ سٹور سے سرسطلان کو روک لیا تھا۔ وہ اس میں تھے اور بہت حملائے ہوئے تھے

دفتر سے فوراً گھر پہنچے۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ عمران نے مارٹر کے بیس میں کہا۔ اور انہیں مزید کچھ کیے کا موقع دیتے بغیر لاپس قطع کر دیا۔ پھر نصف گھنٹے کے اندر ہی اندر وہ سرسطلان کے سنگلے میں پہنچ گیا۔ بہر حال وہ آئے اس وقت تک نہیں پہچان سکے تھے جب تک اس کی اصل آواز نہیں سنی تھی۔

”یہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو؟“ انہوں نے آنکھیں لٹکائیں۔
 ”میں وہی کر رہا ہوں جو کرنا چاہتا ہوں۔ مارٹر کو سنگلز اور ایکسپنڈ ہو گیا ساتھ وہ لوگ بھی اس کی پخت پر تھے۔ وہ کچھ کا عذات ڈانٹ کر ریٹ سے اڑے جاتا چاہتے ہیں۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ وہ لوگ ملٹری میں بھی کسی طرح گھسے ملتے ہوئے ہیں۔ کھلاؤ وکس کو کہیں لے جانے کے لئے آرمی کا سیل کو بیٹر استعمال کیا گیا تھا انہیں پراکٹیز یا ملٹ کسی زمرہ کے تحت کر لیا تھا۔“

”تو پھر یہ لوگ تم پر کیوں اُدھار کھا رہے ہیں؟“
 ”ان کی مرضی...“

”ایک بار پھر تمہارا ملٹ ملٹری والوں کے گھر سے میں لگایا ہے۔“
 ”ان لوگوں کا بہت بہت شکریہ میرے لئے دینا میں سبکی خیر خواہی سے۔“
 ”سوال یہ ہے کہ تمہارا اب سے ملنے سے کیوں کتراتے ہو۔ جبکہ تمہارے ہی مشورے پر انہوں نے سنگلز اور کھل کر فوج لیا تھا۔“

”میں نے سزا تو نہیں کیا تھا۔ کیا انہیں جی طور پر معلوم نہیں ہو گیا کہ جہروں کے کیا ارادے ہیں۔ وہ ڈانٹ کر ریٹ میں دھپنیں لے رہے ہیں۔ وہ بعض اہم دستاویز حاصل کرنا چاہتے ہیں۔“
 ”لیکن وہ اتنے احمق تو نہیں تھے کہ سنگلز اور کچھ کر کے مارٹر قریب دیتے۔“

”لیکن جنرل نے اسے جس تہذیب سے مارا ہے۔ اسی کا جواب نہیں۔“ ٹوک ایک بڑے اداسے کا سر بڑھ ٹھہرا۔ اس کے علاوہ ان پتھر دن کو مارنے کی اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ عمران نے کہا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچا رہا پھر بولا۔ ”پتہ نہیں وہ لوگ پریس کو کس قسم کی رپورٹ دی گئی سنگلز اور سے متعلق؟“
 ”تمہارے کام سے کام نہ لگو۔“ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ تمہیں اس ت کوئی سروکار نہ رہا چاہئے۔“

”بہت مناسب مشورہ ہے۔“ عمران سر ملا کر بولا۔ ”لیکن آپ انہیں شورہ دینے کے سنگلز اور کی لاش کی حفاظت کریں۔ کیونکہ لاش کے پوسٹ مارٹم ہی سے اس کے غیر معمولی ہونے کا راز افشا ہو سکے گا۔ اور پھر جی بھی بڑھا ہی سکے۔“
 ”تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ لاش کو ان کی تحویل میں رکھنے دیں گے؟“
 ”جی ہاں میں جی کہنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ خود ہمارے دھبیاں ہاں بھی ہیں۔“
 ”تم ٹھیک کہتے ہو میں انہیں ستورہ دوں گا۔ لیکن یہ پروفیسر شکوہ کیا کرتے ہیں؟“

”عقرو! اس نے یہ پروفیسر شکوہ۔ والی کہانی دہرائی تھی۔ سرسطلان تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے رہے کے بعد بولے۔ آخر شبناز جو درمی کرتی تھیں کیوں چھوٹ دے کر گئے؟“
 ”صحتاً۔ اگر چھوٹ دیتا تو یہ پروفیسر شکوہ جیسا کہ وہاں کیسے ہاتھ ملتا۔“
 ”ان کو یہ بھی محض اتفاق سے۔ اور پھر شبناز جو عہدی کو پھر کر جی کر لیتے ہی کیا وہ یوں ان کی شناختی ہو نہیں کر سکتا۔ لایہذا اس سے یہ ضرور ہو گا۔ مجرم مرید پوشیار کو پکڑ لیں گے اور یہی میں نہیں چاہتا۔“
 ”لیکن آئی ایس۔ آئی۔“

”بلیڈر۔“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”آپ بھی اپنے شعبے کے سربراہ ہیں۔ آپ کا عہدہ ڈانٹ کر جنرل سے نہ لے آئیے۔“
 ”اب اہل اہل سے کہہ دیتے۔“

ہیں کہ آپ نے مجھے کسی شہر ضرورت کے تحت ٹیکٹو بھیج دیا ہے۔
"جھوٹ ملنا دھنچے۔"

میں آپ کو ٹیکٹو جا کر دو گنا دوں گا۔

"کوئی مت کرو، ویسے میں تمہیں بتا دوں کہ مجھے اس کیس سے اس کوئی
دبھی نہیں رہی۔ آئی۔ ایس۔ آئی والے جا رہے۔"

"لیکن مجھے تو ہے دبھی کیونکہ میں انہی کاموں کے لئے قوم کا نمبر اڑا رہا ہوں، میں کہیں
بھی کوئی گڑبڑ دیکھتا ہوں تو اس کا منتظر نہیں رہتا کہ مجھے کس طرف سے اہارت ملے
تو مجھ کو روں۔"

"اور تباہی اسی عادت سے مجھے دشت ہو رہی ہے۔"

"جو کچھ بھی کرتا ہوں، اپنی ذمہ داری پر اور تباہی کچھ نہ کہیں ایسا بھی ہوا ہو کہ
آپ کے مجھے کسی آخر سر خودی نہ ہوئی ہو۔"

"اچھا آس جاؤ۔" سر سلطان ہاتھ ہلا کر بولے۔ "میں بہت شکریاں ادا کرتا ہوں۔
آفس واپس نہ جاؤں گا۔"

"اب یہاں بھی دیکھ لیجئے کہ میں ہی آؤں سے آیا ہوں۔ ورنہ آپ مزید شککتے رہتے
اور دقت پورا کئے بغیر اسی کرکسی سے ملتے بھی ہیں۔ دینا جا تا ہے کہ آپ کرکسی کے
پکے ہیں۔"

"پھر کونسا کہنے جا رہے ہو، میں کہتا ہوں کہ جاؤ۔"

"میں آخری بات کہ پر وینسٹرنگر کا اسی طرح خیال رکھئے گا۔ یہ کیس بھی
آپ ہی کے مجھے سے متعلق ہے۔" عمران نے کہا اور واپس کے لئے اٹھ گیا۔

سر سلطان کی آنکھوں سے غبار ہونے والی یہ عجیبی تکلفت معدوم ہو گئی۔
وہ یہاں تک گھسی سے آیا تھا اور اب واپسی پیدل جو رہی تھی، ایک آدو
ٹیکسی دکھائی دیتی تھی۔ اس نے اسے روکنا نہیں۔

دراصل وہ فون پر بلیک ریو سے ریلوے ٹکٹ کا چاہتا تھا۔ اسے سوت

د فریب ہی ایک ایسا کیفے ہے جہاں پبلک ٹیلیفون بوتھ بھی ہے

کیسے ہی دسل ہو کر سیدھا بوتھ کی طرف چلا گیا۔ اسی وقت کا میک آپ غیر
معمولی ہیں تھا۔ اس لئے کسی نے اسی کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔

ٹیکٹو دیکھ کر دسل ہو کر قلم بولے یہ بولا۔ پہلی کو بیٹر والے معاملے کی رپورٹ
"مجھے تو جواب صرف فلائٹ انجینئر ملوث معلوم ہوئے ہیں، ہر ترقیتی
یہ د زہر ایک انجینئر ضرور موجود ہوتا ہے۔" آرماسٹی پر واروں میں صرف انجینئر
معتابہ۔ لہذا جو کچھ بھی جواب دے آزمائشی یہ واروں کے دوران میں ہوتا ہے۔
"میرا بھی یہی خیال ہے۔ کیا تمہیں کسی پر شبہ بھی ہوتا ہے۔"

جی ہاں، تمہیں بھی۔ یہ تیوں زیادہ تر ساتھ رہتے ہیں۔ بے مدد خوش اور گمن
نظر آتے ہیں۔ میری دوست میں آپ ان تیوں کے نام ضرور نوٹ کر لیجئے۔"

"ہاں اچھا برونڈ عمر ان کے دائم ہاتھ سے روٹ تک نکالتے ہوئے کہا۔
"مجھے۔" دوسری طرف سے آئی۔ رشید احمد۔ عدلی پر دیر دھانسی مل۔
یہ نہیں ہیں۔"

"کوئی اور جو صرف انہی پر شبہ کرنے کی۔"

"کبھی کسی۔ یہ تیوں کسی آزمائشی پر ماز پر جانے والے پہلی کو بیٹر میں بھی اکٹھے
ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ ایک جیٹی کو بیٹر میرا انجینئر بھی نہیں
دیکھے جاتے۔"

"پھر اس میں چمک کر لیا جائے گا۔"

کیفے سے کل کر عمران نے ٹیکسی لی اور اپنے محلے کے ایک اور بھائی خانے کی طرف
روانہ ہو گیا۔

یہاں پہنچ کر اس نے فون پر چو لیا نافٹر وارٹھ کے نمبر ڈائل کئے اور ایکسٹنک
آد میں نورا۔ مصدر کا کیا حال ہے۔"

"محمند نسل محمد ہا ہے جناب احوان دیا گیا ہے۔ حالت پہلے سے بہتر ہے۔"

جب مکی اسے ہسپتال سے چھٹی تے اسے اس کے چیلے چلے جانے کی
بھانے جو بیچ ریٹ میں پہنچا دیا جائے۔

"سنت بستر خراب۔"

عزان نے رابطہ منقطع کر دیا۔

ان کے بعد اس نے جیگر کا عطا کردہ ٹرانسمیٹر نکالا اور اس سے وہ دوی می
النگ کردی جسے ٹرانسمیٹر کو کارہ کر دینے کے لئے استعمال کرنا تھا۔

اس سے جیگر کو کار کا کنا مشرد ع کی اور خود ریڈیو بعد دوسری طرف سے
جیگر کی آواز "ہیلو" دیکھ کر۔

"کیا خبریں ہیں۔"

تم نے آج کے اجمار میں منگواؤں کو موت کے مارے میں پڑھا ہوا گودور۔

"یہ تھا تھا۔"

"وہ خود بخود میں مرا لکھ اسے مار گئے۔"

لیکن حارثہ میں بھی موت کی مانت کی گئی ہے۔

تھی غلط کو لکھ اس کا کٹر شول تو بھانے ہاتھ میں تھا۔ اگر طبی موت مرتا
تو میں اطلاع ہو جاتی۔

تو پھر تم کہا کھا کھائے ہو۔

ہیں کی لاق چاہئے۔

اس کا تو شدہ پوسٹ، تم بھی پچھکا جو۔

"سوال کی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ پھر کو کیسے چہ نہ چار دیں گے۔ ہر حال اگر
تم کسی طرح اس کی لاق حاصل کر کے دیکھ چکا ہو تو کسی کی قیمت ہم نہیں بیچ
جیسے ہزار ڈالر داکریں گے میں نہ ہی کسی میں دو ماہ روپیے۔"

"مگر کس طرح۔ تم جانتے ہو کہ حکومت میرٹ میں بیس چوکنی برنگی ہے۔"

"جو کئی ہوگی تم اس قسم کے کارنامے انجام دیتے رہتے ہو۔ خبر کی بیٹی کا
تاہت یاد ہے جو تم نے سر رابرٹ کلاہاں کے لئے اڑا دیا تھا۔"

"نہ تو۔ اتنی معلومات رکھتے ہو مجھ سے متعلق۔"

"تھارے بارے میں ہم کیا نہیں جانتے۔ کاش مشرد ع کی سے ہمارے ساتھ ہوتے
دیکھنا ہے کہ اب اس ساتھ سے مجھے کیا حائد پہنچتا ہے۔"

"جیسے ہزار ڈالر۔"

"اگر کاش تمہیں نہ مل تو؟"

"وہ پھر خواہ مخواہ صانع ہو جائے گی جس نے اسے پتھر کا بنایا تھا۔"

"کیا وہ اس کے مرنے سے متعلق نہیں بری؟"

"نہیں۔ لیکن اگر انہوں نے اسے دکھانے کی کوشش کی تو وہ صانع ہو جائے گی۔"

"اچھی بات ہے۔ میں میں گئے بعد تمہیں جواب دوں گا۔"

"اور وہ ہمارے ہی حق میں ہو گا۔"

"حالات پر منحصر ہے۔ اور رائڈ آلی بیکہ عمران نے ڈسٹرنگ کرکٹ اس سے
ایک کر دیا۔ مسکو ٹیڑھا تھا کیونکہ لاق آئی۔ ایس آئی والوں کے قبضے میں آگئی۔ دیکھ

عمران ان کے اس روپے سے مطمئن تھا کہ انہوں نے اس کی موت میں ظاہر کی تھی۔

اگر پریس کو صحیح بیاں دینا مقصود ہوتا تو ایسا کبھی نہ کرتے۔ عمران یہی چاہتا تھا

لیکن کاش کا مسئلہ۔ شاید اس طرح وہ مجرموں کے ٹھکانے تک پہنچ جائے۔ اس نے

فون پر سر ملطانی کے نمبر ڈائل کئے۔ معلوم ہوا کہ مورہ ہے۔ عمران نے پھیرنا

مناسب نہ سمجھا کہ رابطہ منقطع کیا اور پھر ٹیک زیر وکے نمبر ڈائل کئے۔ اور

دوسری طرف سے جواب ملنے پر پولارہ سنگھ کے متعلق تم نے ابھی تک

رپورٹ نہیں دی۔"

"صرف ایک بات کا انتظار تھا۔ کیونکہ ظاہر نے ابھی تک اپنی رپورٹ

نہیں دی۔ اسے پوسٹل رقم کی رپورٹ کا معقول معلوم کرنے پر لگایا گیا تھا۔"

"کیا پوسٹ مارٹ ہو جائے۔"

حاور کی رچرٹ ہی سے معلوم ہو گا۔
"لاش کہاں سے ہے۔"

جتا ہوت ڈاکٹر کو رپٹ کے تہہ خاطر میر جو میں رکھا سو اسے۔

"ریس کون کو مل رہا ہے یاں دیا گیا۔"

"جی نہیں۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ سگنڈا اور طبی موت ہے۔"

"ابھی بات ہے رچرٹ اور رپٹ ملنے پر مجھے مطلع کرنا۔" عمران نے کہا اور

لگے لگے اس جہان جانے کا تہہ ہٹانے لگا جس سے رون کیا تھا۔

ریسیور رکھ کر ایک آرام کرسی پر سیم دار ہو گیا۔ میر پور اسمیٹر رکھ دیا اور

دوسٹر تنگ سرکٹ اس سے الگ کر کے اونگھنے لگا۔

وقفہ آواز آئی: "سیلو پر ویسہ جیگاوار کا لنگ۔" سیلو پر ویسہ۔

"سیلو۔۔۔ اسٹانڈنٹ۔"

"تم نے دوسٹر تنگ ڈیوائس کیوں الگ کر دی۔ کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"لاش کے متعلق ابتدائی رپورٹ۔ وہ ڈاکٹر کو رپٹ کے تہہ ملنے میں رکھی ہوگی۔"

"اتنا تو مجھ ہی جانتے ہیں۔ اور سب سے سگنڈ جینڈ ہو چکی ہے وہ اسے وہاں سے

منتقل کرنا چاہتے ہیں۔"

"نیکم تم اسے وہاں سے نکالنا نہیں سکتے۔"

"یہ تمہارے لئے مشکل ہے۔"

"تب پھر پتا تو کچھ جیسا تھا اور بے بس آدمی کیا کر سکے گا۔"

"تم نہ اب تھا ہو۔ روز بے بس۔ تم تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر تم تھوڑی سی

تعلیق کو تو تم خود نہیں بتائی گے کہ کس طرح کا سیلاب ہو سکتے ہو۔"

"تھوڑی کیا بہتری نکلیتے برداشت کر سکتا ہوں۔ تم تدبیر بناؤ۔"

"تم شاید جوبل رہیں ہیں بر اس وقت۔"

"ہاں میں دوسری جگہ ہوں۔"

"تدبیر تمہارے جوبل والے کر سے میں موجود ہے۔۔۔ اور اور اینڈ آل۔"

عمران اسے آدھری ہی دیکھا گیا تھا۔ لیکن شترانی نہیں ہوئی تھی۔ آخر اس نے

میری ٹرانسمیٹر کو کارہ کر کے جوب میں ڈال لیا۔ روانگی سے پہلے اس نے بلیک رپور

کر اطلاع دی تھی کہ کرب وہ جوبل دینار میں ملے گا۔

جو کچھ کہہ کر مجھے کر سے میں داخل ہوا۔ ڈاکٹر میر بلیک لفاظ پر اعلان جس پر

رہے پھر ویسہ تنگ رپورٹ تھا۔

لفاظ کو لائیں میں سے ایک تصویر اور ایک خط پر آمد ہے۔ تصویر کی کزل

کی جی جوبلوری وادی میں تھا۔ اور پھر یہی ڈاکٹر ویسہ وادی تھا۔

خط میں جیگاوار کی طرف سے تحریر کیا گیا تھا کہ اسے اسی کزل کے ایک پہاڑ میں

برو کلب پہنچا ہے۔ خواب گاہ میں پلے جانے والے کسی سوٹ کیس میں کزل کی

دردی میں بیع طمانات موجود تھی۔ عمران نے بغیر تحریر جہاں تھا ہی چھوڑی اور

سید خانہ لنگا میں آیا۔ لیٹر پر ایک بریف کیس دکھائی دیا جو اس کا نہیں تھا۔

بریف کیس میں بلاشبہ کزل کی دردی موجود تھی۔ اس نے اسے وہیں چھوڑا اور پھر

شنگ روم میں واپس آگیا۔ خطا اٹھایا۔ آگے کی تحریر تھی۔ "وہ سگنڈا کی لاش کو

عمرانی پہاڑوں میں پھرنے لگا۔ یہ منتقل کر رہے ہیں۔ یہی موقع ہے کہ تم بہ غفلت

کرد۔ یہ کزل جیگاوار تصویر تم دیکھ رہے ہو۔ لاش کو وہاں لے جانے کا تم اندر

کلب پہنچو گے تو تمہیں وہاں ایک جوبلی کو پتہ اپنے لئے تیار ملے گا۔ وہ تمہیں

رہی کے جوبلی پتہ پر پہنچا دے گا۔ تم مطمئن رہو۔ کزل مذکور اس وقت میری

قد میں ہے۔ جہانڈہ چھوڑنے کا خدمتہ نہیں ہے۔ آری کے جوبلی پیڈ میں لاش

کبھی ہوئی ملے گی۔ رشتہ کی خبر گاہ کی جانب آڑان کے دوران میں صرف ایک

پائلٹ ہو گا اور تم ہو گے۔ اب اس خط سے شک نہ کیجئے کہ وہ کیس نہیں پڑ پڑنے

پر پہنچے ہی نقشہ پائلٹ کو دینا ہو گا۔ اور اسے رپلاور کی زد پر رکھ کر مجھ

کرنا پڑے گا کہ اب پرواز اس نقشے کے مطابق ہوگی اور بالآخر تم لاش کیست مجھ

مکمل پہنچ جاؤ گے۔ پتھار سے اور کرنل مذکور کے چہرے کی بناوٹ میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ میں سمجھتی رہی کہ تبدیلی کرنی پڑے گی امید کہ بات پوری فطرت پتھاری کا کچھ نہیں آگئی ہوگی۔

عمران نے طویل سانس لی اور اس نقشے کو بغور دیکھنے لگا جو خط سے منسلک تھا۔ اب یہ خطہ تو رول لینا ہی تھا۔ لیکن آئی۔ ایس۔ آئی والوں نے اس حال میں دھریا تو کیا ہوگا۔ وہ کس طرح جواب دی کرے گا کہ اصل کرنل کہاں ہے۔ پھر اسے پوری طرح کھل جانا پڑے گا۔ اور یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوگا۔

تو بقدر یہ ہو کہ دوسرا میک آپ کو یہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی، دوسری طرف بلیک زبرو تھا۔ اور خاور کی رپورٹ کا بغیر احمد اسے سنارہ تھا۔ خاور کے بیان کے مطابق سنگز او کی لاٹ کو یہاں سے کسی تجربہ گاہ میں منتقل کیا جا رہا ہے جو شمالی پہاڑوں کے درمیان کہیں واقع ہے۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم مجھ سے خود رابطہ قائم کر لے کہ کوشش مت کرنا۔ میں خود ہی ضرورت پڑنے پر نہیں کالی کروں گا۔“

”بہت بہتر جناب۔“

عمران نے ریسورکر بیڈل پر رکھ دیا۔ اور پھر روانگی کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔

آدمی گھنٹے کے بعد آئیٹھ میں اپنا حاضریہ لیا۔ واقعی ایک بڑا وقار کرنل لگا رہا تھا لیکن اس خیال سے بڑی گہم تھی کہ کہیں اپنی ہی کے ہاتھوں بے عزتی نہ ہو جائے۔ بہ حال یہ وہ کلب تک پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔ پہلی پید پڑ شہری جہاز بازی کا ایک پہلی کو پتھر موجود تھا۔ پانچھٹے آگے بڑھ کر کہا: کرنل منکر م پیڑز۔۔۔

”نہیں اسے اس کرنل منکر م۔“

”دی دے سر۔۔۔“ پانچھٹ پہلی کو پتھر کی طرف مڑتا ہوا بولا۔

پھر پانچھٹ کے اندر ہی اندر پہلی کو پتھر پر وار کر گیا تھا۔

آدمی کے پہلی پید پر متعدد پہلی کو پتھر نظر آئے۔ وہ شہری ہوا بازی کے ہیں کو پتھر سے اتر گئے۔

پھر وہاں آدمی کے ایک پانچھٹ نے آگے بڑھ کر اسے سیوٹ کیا اور پوچھا: ”کیا کوئی سر۔۔۔“

”دی دے سر۔۔۔“ اس نے ایک بڑے پہلی کو پتھر کی طرف اس کی جانب اشارہ کیا۔

”میرا نام رستید احمد ہے جناب۔“

عمران نے سر کو خفیہ سی جیش دی اور اس کے ساتھ چلتا رہا۔ رستید احمد کہاں سا تھا۔ یہ نام۔۔۔ سننا ضرور تھا۔ پھر اسے یاد آ گیا بلیک زبرو نے تین مشتبہ بات اسے جیش زبرو کے نام بتائے تھے ابھی اس سے ایک یہ بھی تھا۔ تو کیا اس کے لئے بھی۔۔۔ پھر اور دکانا پڑے گا۔۔۔

پہلی کو پتھر اوپر اٹھ رہا تھا۔ لاش پھیلے حصے میں تھی اور یہ دونوں کالک کلب میں تھے۔ عمران سوچنے لگا آخر وہ رپورٹ کسٹ کہاں آئے گا۔ اس کے تو خزانے کو بھی علم نہیں تھا اور نہ وہ نقشہ ہی پڑے پڑا تھا۔

یہ وہ میں مل کر پروانے کے بعد عجیب سی آواز کا کک بیٹ میں گونجی اور کک کا ایک بلب جلدی جلدی جلتے جلتے لگا۔ اور تو یہ سے رپورٹ منٹ میں سے جو سر سے روٹا اور نکال لیا اور اس کا رُج پانچھٹ کی طرف کرتے ہوئے کہتا تھا: ”اب تم اس نقشے کے مطابق چلو گے۔“ نقشہ اسے اس کی طرف بٹھا تھا۔

”کھینچو۔ بعد میں دیکھ لوں گا۔“ پانچھٹ مسکرا کر بولا۔

”تم سوچ میں چلنا نہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔“ عمران نے ہوا کو رُج جیش دی۔

”جیکو، ار کا بہت بہت شکریہ۔“ پانچھٹ نے اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب؟“

”ہم سب ایک ہی قلیل کے چٹے بنے ہی کر گئے۔“

”اورہ...“ عمران ہنست سکڑ کر رہ گیا۔

”جیگوار نے میرے اطمینان کے لئے آپ کو یہ معلومات دی ہوں گی۔
اُس نے کہا تھا کہ کرنل محترم بھی اپنے کیا آدمی ہیں۔ لیکن مجھے یقین نہیں آیا تھا۔
”مقب تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔“ مجھے بڑے عمران نے دیر اور دیر
میں رکھ لیا۔ اور پائیلٹ نے کہا ”ہم دنیا کو خیر سیري جنگ سے بچانا چاہتے ہیں۔ کرنل
اس لئے میرے ضمیر پر ذرہ برابر بھی فوجی نہیں ہے۔“

”ہاں کل... بالکل۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”مجھے یہ حال میں اپنا یہ خیال پاؤ گئے۔“

”بہر حال ہم اصل منزل کی طرف جا رہے ہیں۔“

”ذرا دیکھ لو کہیں ٹیپ ریکارڈر اور کمپوزر تو نہیں کھلے ہوئے ہیں۔“

”نہیں کرنل ایسا کیونکر ممکن ہے۔“

”مجھ بھی دیکھ ہی لو۔“

اس نے دیکھا اور چیخ پڑا۔ ”باغی گارڈز وہاں چل رہے ہیں۔ مگر یہ بوا کیسے“

”میں نے تو خصوصیت سے وہاں دیا تھا اس پر۔“

”ہر سکناسے۔“ آؤ میٹنگ ہوں۔“

”میں ہی نہ جاؤں گا۔“

”یہ بھی ٹھیک ہے۔“

اس نے فوری طور پر کمپوزر اور ٹیپ ریکارڈر کے سوئیچ آن کر دیئے۔

”سوال یہ ہے کہ سوئیچ آن کس نے کیا۔ وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔

”کیا تم نے،“ اپنے پہلی بیڈی پر اسے بند کر دیا تھا۔

”ہاں کرنل مجھے اچھی طرح یاد آیا۔“

”دیکھو یہ تم لوگ ایک دوسرے کو اس حیثیت سے نہیں جانتے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”کیا تم تینوں دوست ان سے ملے ہوئے ہو۔“

”جی نہیں صرت... میں۔“ وہ دونوں نہیں جانتے۔“

”اچھا تو ایسا کہہ۔“ پہلی کو پوچھ کر کسی سنا سب جگہ امار دو۔ چند منور ہی ہاتھی

”مجھے آگے بڑھیں گے۔“

”جیسا۔ حکم کرنل... وہ دیکھو وہ چٹان جس کا بالائی حصہ سطح اور کٹا ہوا ہے۔“

”یہ تم جانو۔“ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

اس نے بڑی احتیاط سے پہلی کو پوچھ کر کسی جگہ امار دیا۔ اور عمران نے اسی

”مجھ کو ذرا دیکھو کہ بات ہے ایک انجنیئر ٹانگ آزمائشی پر دوازے سے واپسی

”کیا تھا۔“

”جی ہاں۔“ وہ تھا بچا رہ۔“

”اُس کا کمپوزر اور ٹیپ ریکارڈر آئی۔ ایس۔ آئی والوں نے نکال دیا تھا۔“

”اس کا علم تو مجھے نہیں ہے۔“

”میں جانتا ہوں۔ بہر حال ٹیپ ریکارڈر اور کمپوزر سے ثابت کر دیا تھا کہ

”آزمائشی پرواز پر تہا نہیں تھا۔ اُس کے ساتھ کوئی غیر ملکی عورت بھی تھی دونوں

”گھٹو کے ریکارڈر سے یہ بھی ثابت ہو گیا تھا کہ وہ عورت اسی لوگوں کے گروہ

”معلق رہ گئی تھی جن کے لئے آج ہم سسٹم ڈاک لائن سے جا رہے ہیں۔“

”نہیں۔“ پائیلٹ بوکھلا گیا۔

”میں غلط نہیں کہہ رہا۔ مقصد یہ ہے کہ تم وہاں ان لوگوں کی فزائیم

”وہ کوئی چیز کھاؤ پوچھ گئے نہیں۔ اب اس ٹیپ ریکارڈر کی وہ گھٹو اریزہ

”کے دوسری گھٹو ریکارڈر کو دنا کہ واپسی پر یہ ثابت ہو سکے کہ کرنل محترم نے

”جیکو تو سر پر اور تان کر کسی کو پھینک دیا تھا اور تم نے بے بسی

”اس کا حکم مانا تھا۔ اور پھر اُس نے ایک دیرانی میں سسٹم ڈاک کا ثابت ورتا

”تھا۔ یہ اس لئے کہ یہ واقعہ چھپا نہیں رہ سکے گا۔ تمہیں جواب دہی کرنی پڑے

”نہذا واپسی پر وادہ ملا کر دینا... اسی طرح تمہاری گردن بچ جائے گی۔“

"میں آپ کا کیا ہوگا؟"

"نظر ہے کہ اب میری واپسی نہیں ہوگی۔"

"لگتا ہے کہ صاحب اگر یہی بات سے تو یہ لوگ کم از کم مجھے زائد
 چھوڑ دیں گے۔ میں آخر کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں؟"

"میں تیسری جنگ سے بچاؤ کی تحریک ہم لوگوں میں رواج ہوئی تھی۔
 دلیا ابھی لوگوں کی چلائی ہوئی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ تمہارے ملک کو تباہ
 ساتھ رہنا چاہیے اس طرح تیسری جنگ سے بچاؤ ہو سکے گا۔
 مہر حال ہم دونوں بڑے پھلے ہیں۔ غم نہ کیا۔"

"اور کچھ تو ایسی صورت نکالنے کر ہم دونوں ہیں رہ جائیں۔
 جائیں۔ یا کسی دوسرے ملک میں چل جائیں۔"

"میں کو کس کروں گا کہ یہی ہو جائے لیکن دوسری صورت میں بھی
 نقصان میں نہیں رہوں گے۔ یعنی گفتگو دوبارہ دیکھاؤ کرو اور واپس چلے
 چنانچہ میں کو تو کسی چٹان کی نشاندہی کر دینا اور کہا کہ تاہم آخر واپس
 کے بعد عید تارنے نہیں ہوگا نہیں رکھنے دیا تھا۔"

"اچھی بات ہے تو یہی کر لیجئے۔ لیکن آخر یہ میں مار کیوں ڈالنے
 صرف اس میں مارتے ہیں جو ان کا وہ ٹھکانا دیکھ لیتے ہیں۔
 اتنے بچے ہی آئے ہیں۔ مہر حال وہ یہاں جو کچھ بھی کر رہے ہیں
 میری قوت سے۔ آخر میری عقل کیا کیا ہو چکا تھا؟"

"سوداگاری ایسی غلطیاں اور بچہ یہ غیر ملکی بحث تو سمجھنے
 موقع ہی نہیں دیتے۔ اس طرح ایمان پانڈی بڑھتے ہیں کہ تہ مذہبات
 مخاطب کی۔ ان لگ بھگ ہو جائے۔"

"تھوڑی دیر بعد دونوں ٹیب کے جانے والی گفتگو کا رہبر سل

وہ گفتگو ٹیب بھی کر گئی اور اپنی کو پھر دوبارہ چارہ کر کے لگا۔

"لیکن نہ لوگوں کو رستے کا علم کیونکہ ہوتا ہے؟"

"نہی لوگ اس طرف سے نقشہ میں بھجوا دیا جائے۔"

"کتنے چالاک لوگ ہیں ہمارے ملک کے خلاف سازش کر رہے ہیں اور ہماری
 کے سبیل کو پھر استعمال کر رہے ہیں۔ ابھی کتنی اور پروڈ رہا ہے۔"

"ایک سمجھنے کی۔"

"بہن میری بدایت یاد رکھنا کہ جیسے ہی تاہم آخر چکے فوڑا سبلی کو سیرا
 تباہ کیجئے۔"

"دیر زیادہ مناسب ہوگا کہ صاحب بھی کون ساں سے آیا شکریہ داکروں۔
 سو وہ نہ کرو۔ یہ سازش میں خود ہونا چاہتا ہوں۔ بقید لوگ کی دی تو میری
 "آپ مجھے ہمیشہ یاد رہیں گے کرنل۔"

"عمران بچہ۔ بڑا بڑا عاری رہی۔ ایک جگہ سبلی کے تار نظر آئے درجی
 نام سے بھی موصول ہوئے۔"

"میں سن لیتا کرتا۔ عمران نے کہا۔ اس جیسے ہی تاہم آخر چکے تم
 کرو۔"

"لیکن میں جاؤں گا کہاں؟"

"پھر وہی ہو فوٹی کی دیتا ابھی تو میں واپس جانا۔ درگاہ۔ درپیر دیکھاؤ
 کو کے کر دیا کرتا کہ کتنا عرصہ نہیں گئے گی۔"

"جس آپ فرمائیں کرل سن مجھے یہ کہے بارے میں توفیق دے گی۔
 میری فکر نہ کرو۔ میں ہر سال یہ ناگہم ہوں۔"

"سبلی کو پھر کے سیرا کرتے ہی دس بارہ آدمیوں سے سبلی کو پھر کریں۔
 بڑھ کر گیا۔ ان ہر دس سے ایک اس کی جانب بڑھ کر رہے۔ خوش نہ

ہیں بیگوار۔ کا نام دہ ہوئی۔"

فرات نہیں لائے گا۔

”ابھی بات ہے، بعض ہمارے کہنے سے ہم آتے ہیں دینگے، اب اٹھو میں نہیں ہمارا کمرہ دکھا دوں گا۔“
عمران اٹھ گیا جس کمرے میں اسے وہ لائی تھی خاصا کٹا ہوا تھا اور اس کی بدوٹ میں بڑے پیلے سے کام لیا گیا تھا۔

”تھوڑی دیر بعد... جان تم کافی پسند کر گئے یا چائے؟“ کلار نے پوچھا۔
”کافی بہتر رہے گی۔“

”سگے یا سگڑے؟“

”میں دُخان کا نور نہیں پوں۔“

وہ ہنسی ہوئی پھل گئی۔ ”تھوڑی دیر بعد ایک بیرمیں اور کم سے کم لباس دانی لڑکی کا لائی تھی۔“

”بس اب تم جاؤ،“ عمران نے خشک ہجے میں کہا۔ ”میں خود بناؤں گا اور لی لیں گا۔“ وہ عقارت سے سر جھٹک کر چلی گئی۔

کافی بہت ہی عمدہ قسم کی معلوم ہوئی تھی پہلے ہی گھونٹ پر ایسا لگا جیسے ماری خشک کا ڈر ہو گئی جو۔ انکھیں کھلتی ملی جا رہی تھیں۔ ذہن کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے عالم سبز خزاری تک کی باتیں یاد آتی ملی جا رہی ہوں... پھر اچانک اس دوستی ذہنی پر قبضہ کرنا چھانے لگا جو آہستہ آہستہ گہری گہری تبدیلی ہوتا جا رہا تھا۔

خوارند تو کیا... وہ دیکھ لاکر اٹھ گیا۔ کافی میں کوئی نشہ آور چیز دی گئی تھی۔ بس دو قدم چلا۔ اور لڑکھڑا کر ڈھیر ہو گیا۔

پھر آٹھ گھنٹہ کی تو وہ کمرہ نہیں تھا۔ یہاں کی چاروں دیواریں شیشے کی تھیں ان میں اپنے خاص دیکھ کر مری طرح سمٹ گیا۔ ہانک بڑھتا ہوا تھا اور دیر سترنگور نہیں... لیکن... لیکن اس کے جسم پر وہ لباس موجود تھا۔ اور پھر یہ سچ داری

”جیل کو میٹر کے پائیلٹ کے ساتھ ہمارا رویہ مناسب نہیں ہے۔“

چند ہی دن چھوٹے ایک آزمائشی پرواز والے ہلی کاپٹر کا پائیلٹ حیرت انگیز طور پر مر گیا تھا۔ پھر تم نے اس کی مرورت بھی نہیں سمجھی تھی کرٹیب ریکارڈر اور کیمرے ہی کو چیک کر بیٹے ساس طرح یہ بات مدثری اپنی جس تکسٹ پیج گئی۔ اور وہ سنگزاد کے معاملے میں اور زیادہ محتاط ہو گئے۔

”یہ فعلی ضرور ہوئی تھی۔“ کلار نے پرتشوتس بھیجی کہا۔

”تم اسے قطعی سمجھی ہو۔ حالانکہ حیدر والدہ ایسا کیا گیا تھا تاہم آئی۔ اس آئی والے فوری طور پر سنگزاد کو اپنی کھول میں لے لیں۔“

”میں جیکار کے ہر معاملے سے آگاہ نہیں ہوں پروانگیر۔“

”تمہارا کوئی آدمی وہیں پائیلٹ کی نادانستگی میں کیمرے اور ٹیب ریکارڈر کا سرکٹ آن کر دیتا ہے نہ۔“

مجھے اکھن میں نڈ اور ان سب معاملات کو دیکھ جاتے۔ ہو سکتا ہے اس میں یہ حکمت پوشیدہ ہو کہ کبھی کوئی پائلٹ ہماری نشانہ بنی نہ کر سکے۔

”نکھ میں آنے والی بات ہے۔“ عمران نے پرتشکر ہجے میں کہا۔ ”لیکن ہم لوگ میں مجھے یہ صرف خامی نظر آتی ہے کہ تمہیں صرف کام نکلنے سے غرض ہوتی ہے۔“

دوسروں پر اعتماد نہیں کرتے۔

”یہ ہماری تنظیم کی میادی یا جیسی ہے۔“

”لیکن میں نے، اس پائیلٹ کے لئے وہ تدبیر کر دی ہے کہ اسے وہاں ہی

واپس بھیجا جا سکتا ہے۔“

چھوڑو اسے نہا ہے کہ اس طرح اس نے رستے میں رہ کر اس کی تھی اور ٹیب ریکارڈر

و نیز کیمرے کو استعمال کیا تھا۔

”تم نے تو کمال کر دیا پروانگیر۔“

”وہ انہیں شمال کی طرف لے جائے گا جہاں اسے جانا تھا۔ شمال سرنگ کی

مشفق ہماری معلومات ناقص تھیں۔ چنانچہ کوثر سے رابطہ قائم کرنے پر معلوم ہوا

کہ وہ راجہ میں جبار قیدی ہے۔
"وہ سے مرو دیا۔" عمران کہہ کر رہ گیا۔

"اور سنو راستہ پتھان بھی تم ہی تھے۔"

"در اصل یہ مجھے اس مظلوم لڑکی سے وہ ہو گئی ہے۔"

"یہاں بھی تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ہمیں آج تک کسی سے بھی یہ نہیں ہوئی۔"

"اب ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ وہ دشمنی مرو ہے اور یہی وہی عورت ہو رہی۔"

"خیر ہمیں اس سے کیا سروکار۔"

"ہاں تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ کسی قسم کا برتاؤ ہو گا۔"

"اور یہی سوال پوروس نے سکندر سے کیا تھا۔ لہذا میرا جواب سکندر کے جواب

سے مختلف نہیں تھا۔ اس نے پوروس کو یہی نام لایا کہ اس سے نواز تھا۔ میں بھی...

"یہ قوت بنانے کی ضرورت نہیں۔ ویسے کیا میری ذات سے تم لوگوں کو کوئی

تقصان پہنچا ہے۔ وہ میں ہی تھا جس کے اصرار پر سکندر وہاں پہنچے۔ آفس تک پہنچا تھا۔"

"ڈیوڈ کی موت کا باعث تم ہی بنے تھے۔"

"کیا وہ احمق اس مقابل تھا کہ زندہ رکھا جاتا ہے؟"

"آپا... تو تم یہاں بھی ہمارے کام آئے ہو۔"

"جانکل یا مکمل..."

"چل دیو بھی تسلیم۔ لیکن کیا تم اپنی صلاحیتوں کو ضائع نہیں کر رہے ہو کہ ہاتھ لگا

ہے ہمارے۔ ہمارے ساتھ ہوتے تو اس وقت سرسبز ریڈ کے کسی بکس ہمارے

لاکھوں ڈالر جمع ہوتے۔ رہا ہے اس وقت بھی تھا۔ تعاون حاصل کرنے کی کوشش

کی تھی جب زیدو ریڈو لوں نے مرچ کا سینڈل چلا با تھا۔"

"یاد رکھو یا دوست۔ اور میں نے تنہا اس مرچ کو نہ دیا تھا۔"

"تنہا کام کرنا تمہارا ایک دستخط نہ لیتا تھا۔ ہمارے تنظیم کے رہا ہے

بھی تھی۔ یعنی اب بھی کرل ٹکڑم کے میک آپ ہیں تھا۔

دفعہ کرنے کی حدود و فضا میں جیکو ارکا جھپٹا گویا اور پھر اس پر ایک

۱۰۰ روپیہ لگا گیا۔ میں دھوکا دیا اس نے نہیں ہے مسٹر علی عمران۔"

"فیو تسلیم کر لیا کہ تم مجھ سے زیادہ عقلمند ہو لیکن خدا نے اب مجھے یہاں

سے اور کسی مستقل کردہ۔ درمیان کونسی طرح بھونکے گئے گائے۔"

"تمہاری یہ جو اس سرور بردی کی جانے کی سونگہ تم بہ حال کا ہے کام ہے

دلچسپیتے کی ایک دیر نظر ڈالو کسی سرگ گئی اور عمران ستر سے اٹھ کر دوڑنا ہوا۔

دوسرے کمرے میں داخل ہو گیا۔

اس کمرے میں صرف ایک ستر تھا۔ دو دو کرسیاں بڑی موٹی تھیں۔ ایک

نڈا آدم آئینہ بھی تھا۔ عمران سے بولکھن ہو کھلا کر اس میں۔ یہ جائزہ لینا ستر

کی۔ کرل ٹکڑم کا میک آپ دستور قائم تھا۔

"اب اُسے دست بستہ یا چٹ پاد آیا۔ اُس کے سسے میں بھی ضرور دودھ

فلائی کی گڑ بوگ یا پھر، خیالات کی دیر پیرا ہی۔ انب پلٹ آئی۔ شاید دوسرے

بہت پہلے پہچان چکے تھے۔

ولغا اس کمرے میں بھی جیکو ارکا اور سنائی دی۔ کیوں مسٹر عمران۔"

کہا جاتا ہے۔

جواب میری کوئی خیال میں ہے۔ ایک سے اس شہر کی طرح جال میں آجینا ہوا

۱۰ اور تمہیں اس سے غامبی پر بنائی ہو گئی ہے۔"

"میرا خیال ہے ابھی میری ڈسٹری میں ہیں یا جاتا ہے۔"

"ہم دیکھیں گے کہ تم کتنے دیر ہو۔"

"بہر دیری میں جگہ عادت ہے۔ دیری کا منظر ہر مجبور کرنا ہوتا ہے۔"

ورنہ آج کی دیا میں رکھا ہے کیا جس کے سسے میں دیری دکھائی دے۔

"تمہارے اس خیال سے میں متفق نہیں ہوں۔ دراصل پوروس ٹکڑم ہے

جب پورے معاملے کا بخیر یہ کیا تو ان کی بڑھانے تھی۔ پھر شاہ سے کہیں بگڑا۔
 زید و لینڈ والے پورے پورے ہو گئے تباہ کر دیتے لیکن پھر انھوں نے انہیں اس سے کیا حال کر
 آج تک کوئی تغیر بھی نہیں ملا لیکن ہر حال میں اس کے لئے استیجاب کافی ہے کہ میں اپنی تو
 کے کام آیا۔ اپنے ملک کے لئے قربانی دی۔
 "ہمارے ساتھ مل کر بھی تم اپنے ملک ہی کی خدمت کر رہے۔ موجودہ قیادت
 ہم سے فرنٹ پر گئی ہے۔ حالانکہ اس کی غلطی ہے اور اسے ایک دن اعتراض
 کرنا پڑے گا کہ اس سے فعلی ہوئی تھی۔
 "سنو سٹر جنگدار مجھے نہایت سے دشمن ہے اور نہ تھا تو اس سے۔ میں تو مر
 زمین کے اس ٹکڑے کے تحفظ کو اپنا ایمان سمجھتا ہوں جو میرا ملک کہلاتا ہے۔
 "آخر ہماری ذات سے زمین کے اس ٹکڑے کے کیا انصاف پہنچا رہا
 ہماری ہی امداد سے تم اپنے پیروں پر نہیں کھڑے ہوئے۔
 "ہو سکتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی تم آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ انگریزوں کی
 سیاسی غلامی سے آزاد ہونے کے بعد کسی کی اقتصادی غلامی قبول کرنے پر تیار نہیں۔
 "در اصل تم لوگ غلامی کو پسند کرنا چاہتے ہو جو قوم کا نفسیاتی بخیر ہو چاہتا ہے۔
 عمران کچھ نہ بولا تو دلوریا خوش رہ کر چلی۔ اولاٹ اچھا ہے تم آرام کرو۔ پھر
 باتیں ہوں گی۔
 پھر سنا اچھا گیا۔ عمران تیزی سے اپنی کھوپڑی پہنانا۔ ہاتھ

رات کے کھانے کی میز پر عمران تنہا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ کلارا ڈکسن بھی
 تھی اور اس کا ساتھی۔ رات کو بھی۔
 "منہ سے کتم بہتر ہے ایسے منوں سے واقعہ جو بے مقصد میں نہ ملے عمران سے کہا

کسی نے بڑی چھوڑی ہوئی۔ میں تو سیدھا سادھا عمران ہوں۔
 "اگر تم پر ایسے دہشہ نہ نہ گئے جاسی تو تم خود کو بچاؤ گے۔
 "بشریکہ صرف ایک آدمی غار کر رہا ہے۔
 "یہ بھی بڑی بات ہے۔
 "اگر تمہیں کسی بھڑکے آدمی سے ملنا پڑے تو کیا کرو گے۔
 "نہایت اطمینان سے ملو امہاؤں گا۔
 "نہیں مجھے یقین ہے کہ تم کسی نہ کسی طرح خود کو بچاؤ گے۔
 "کہیں اسٹیل نہ ملے پھٹا۔

"یہاں اس دینا میں کمنٹر کر کر رہی تھی۔ لہذا میں نے نوٹ میں اعلان کر دیا ہے کہ
 اس کے شبہ ایک تقریر کی جو گرام ہو گا۔
 "مارا گیا؟ عمران کو کہہ دیا۔ جان ہی لینا چاہتی قرب کے کالی میں زبردست دہنا
 قرہ خواہ تھا کہ مارنے سے کیا فائدہ۔
 "ہم نہیں زندہ دیکھنا چاہتے ہیں سنو عمران۔ جنگدار نے تہااری طرف دوستی کا
 تحفظ چاہا ہے۔

"جنگدار... میری سمجھ میں نہیں آیا۔
 "ایسا، ایک سو سمجھ میں آ گیا ہے۔
 "تو اکیلا یہاں تم بھی جانتی ہو۔
 "جو کیا تا وقت وارنے بتایا تھا۔

"کنفیڈنسیل چیزیں بتا رہے۔ عمران نے کہا اور اس پر گیا۔
 "مجھے یقین نہیں ہے سنو عمران کہ تم اپنے جین کی شخصیت سے واقف نہ ہو گے۔
 "بھلا وہ۔ مجھے کنفیڈنسیل ہو کر میں تنہا کیا کیا کروں گا۔
 "مجھے یقین آ گیا کہ تم بھی جانتے۔ وہ جلدی سے بولی۔
 "یہ معلوم کر کے کہ کرو گی کیا بہم لوگ تہااری طرح اپنی حکومت کی پالیسیوں پر اثر انداز

ہی ہو سکتے

"کیا تم بیٹ بھر کر کھان کھا لینے کے بعد اپنے کتب دکھا سکتے ہو؟"
"ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں مجھے عید آنے ہوتی ہے۔"

"بھلا اب یہی کرو۔"

"اب کیا؟" عمران نے میسرین سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔

اور گلزار سے راتوں سے اجاڑ کر اس مقام کو روک دیکھتے بعد ہم ڈال کی سیج جائیں گے۔
راتوں سے بھی ہاتھ روک لیں۔ اور غرضی طور پر یہ کہنا۔ اس کے لیے جیسے جاسے کے بعد کہ
مے عمران سے کہا کہ اب ہم کچھ دیکھ لیں میں نہیں گئے رہنا۔ کیا خیال ہے؟

"میں بھی یہی چاہتا تھا۔ لیکن چونکہ اب میں مہاراجہ کی بول لہن۔ اپنی کسی خوش حال
انہار نہیں کر سکتا۔"

"ظاہر ہے کہ بول، تھوڑی دیر بعد میں عمران کو اپنے اشارہ کیا تھا۔ غارت نکلو کر
دو گئے آسمان کے نیچے گئے۔ در گلزار اطولی سانس سے کر لیں۔ کسی میں بھی آدمی نہیں۔"

"وہ تو اب کی مو۔"

"اب میں عرف ایک روپوش ہوں۔ کبھی میرے بھی جہاںات و حساسات تھے لیکن
اب سب کچھ ایک مرکزی مشین کے قبضے میں ہے۔ یہاں پتھر کے آدمی ہیں۔ اس چیز پر
میں صوبہ ہی منظر اور ملیں گے۔"

"میرے لئے بڑی عجیب اطلاع ہے۔"

"ہاں ہم سب پتھر ہو گئے ہیں۔ اس وقت میں انسانیت کے جائے میں ہوں۔ لیکن اگر
ابھی کوئی مرکزی مشین کو حرکت دیتے تو میں ہمارے لئے دوندہ ہیں جاؤں گی۔
ہا تو تم جو گرت لوست کے انسان کو پتھروں سے لڑا جا رہی ہو۔"

"میں۔۔۔ بات کرنا چاہتی ہوں کہ آدمی اب بھی مشین سے بڑتر ہے۔ جیگوار سے میری
بکٹ ہو گئی ہے۔ وہ مشین کی برتری کا قائل ہے۔"

"یہ فیضان کرشن اور پتھر کرشن کیا بلاتے ہیں؟"

"جیسے سحر آپریشن کر کے اسی میں رکھ گئے ہیں یہ دونوں کرشن۔ اور یہی نہیں۔ دی

سے روپوش نہایت ہی بھی ہمارا اس مشین کے تابع ہو جاتا ہے۔ وہ کرشن کرشن کر لیں
کر تپے اور کرشن میں ذہنی اور جسمانی طور پر دوندہ نہ دیتے ہیں۔ لیکن میں نہیں ایک
کر تپ بات ہوں۔ تھکن کے معاملے میں بہت ادنیٰ ہیں۔ روپوش نہیں بن سکے۔ رہتا رہے
نیکو مشین میں ہمارا سر پانے کے بعد مجھے تو دن تک آرام کرنا پڑا تھا۔ کیا سمجھے؟

"اچھی طرح سمجھ گیا۔"

"اب میرا پس چلو۔ رخصتی تازہ ہوا حاصل کر لی۔"

وہ کچھ دیر بعد میری کسی کمرے میں گئے۔ جہاں عمران کا قیام تھا۔ عمران نے نہ صرف
نہروٹی اختیار کر لی تھی بلکہ آنکھوں میں ٹیوشن کے آثار بھی پیدا کر لئے تھے۔
اسی تم مخالفت ہو عمران۔ گلزار وکس نے پوچھا۔

"میں سمجھے وہ منظر یاد آ رہا ہے جب تم سے جو خوار ہو چل کر وہ کچھ کو قہقہہ لگایا
تو کبھی کوئی عورت اتنی اچھی نہیں لگتی تھی اچھی تم اس وقت مجھے لگی تھیں۔ کیونکہ دیر
سے دیر عورت بھی کم از کم تمہارے ملک میں چاروں کچھ ضرور چھینا آتی ہے۔"

"اور تمہارا سے ملک کی عورت؟"

"وہ تو صد کی چہرے مار ہے۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔"

"گھر کے جوئے مارنا اس کے ذرائع میں شامل ہے۔"

"تو لوگ ذہنی غیب ہو کر گلزار نے سمجھنے ہوئے کہا: اچھا تو چلو اب ڈال میں چلیں۔"

"کیا یہ تعریف حکومت کے علم میں ہے؟"

"اس کے حکم کے بغیر تو یہاں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔"

"کیا وہ ہمیں موجود ہوگا؟"

"خدا ہی جانتے۔ کچھ کہنا نہیں جا سکتا۔"

وہ سے اس سے باہر سے آئی کسی اشدیرم کا مندر چش کر رہا تھا۔ تا شاید
کے لئے مثال ہے۔ تھے۔ در بال کے وسط میں آیا تھا۔ عمران کو دوسری پر

چھوڑ کر وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ تماشا ٹی آئے دیکھ کر اپنی جگہوں سے اٹھ گئے تھے
پھر اس کے صدر نشین ہونے کے بعد وہ بھی بیٹھ گئے۔ راہرواؤ اس کی کرسی کے قریب
مؤدب کھڑا تھا۔ چھوڑ کلارا کے اشارے پر آگے بڑھا اور جیسے کو مخاطب کر کے بولا
"ہنجر کے آدمی! اس وقت تمہارے درمیان ایک حیرت انگیز آدمی موجود ہے۔ لیکن
وہ تمہاری طرح پتھر کا نہیں ہے اس کے باوجود وہی ہمارے بہترین لڑاکے اور
نشانہ باز آئے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ سب سے پہلے وہ گولیوں سے کئے
کا مظاہرہ کرے گا۔ بعد اسب سے آخر نشانہ باز لڈی گولس پر رول اور سے چھ فائر کرے گا۔
اس نے وہی کھڑے کھڑے عمران کو ایریا میں آگے کا اشارہ کیا۔ عمران کے
چوڑوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے راہرواؤ سے کہا "میں نیور راہرواؤ اپنے
نشانہ باز کو یہ مزدور سمجھا دینا کہ مجھے آپ نیا کے ایسے ہی خوش سپر رکھے گا کہ اس
کی خطائی چوٹی گولی کسی تماشا ٹی کے ذمہ لگ جائے۔"

"اس کا خیال رکھا جائے گا مسٹر عمران۔ راہرواؤ نے شاہانہ انداز میں کہا اور پھر
اُن کا نشانہ باز بھی بڑے شاہانہ انداز میں ایریا میں داخل ہوا تھا۔ ۲۱ نے پہلا
فائر کیا۔ لیکن بے اثر عمران نے حصن پینتھو بدل کر وار خال دیا تھا۔ قابا نشانہ باز
بھی اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ مقابل کس قسم کا شہید کار ہے۔ پھر اس نے بچے درپے
دو فائر کئے۔ عمران گویا حرامی اڑا ہوا تھا۔ تین فائر بے اثر ہو چکے تھے۔ مجمع پر
سانا چا گیا تھا۔ نشانہ باز کے چہرے پر ہرمانیاں اٹھنے لگی تھیں۔ ادھر عمران
نے تھقبہ لگا کر اسے جھنجھوٹ میں مبتلا کر دیا تھا اور اُس نے بغیر تین فائر
بھی چھوڑ رکھے تھے۔ لیکن منگ آرٹ فوشاؤ کا زوال تھا۔ عمران ایک جہانبا
کھڑا مسکرا رہا تھا۔

پھر دفعتاً تالیوں کے شور سے گورنگ اٹھی اور نشانہ باز سر جھکائے ہوئے
ایرینیا سے نکل گیا۔

مسٹر عمران راہرواؤ نے اونچی آواز میں پوچھا۔ "دوسرے آئیٹم کے لئے کتنے

رفت رستے؟

"موتوں منٹ۔ ہی لیڈ راہرواؤ... عمران نے جواب دیا اور پھر تالیوں کا
شور مچانے لگا۔

"مسٹر عمران تمہارا مقابلہ قدیم ہے کہ اذکم ایک فٹ اور ایک انچ اونچا
ہوگا۔ نہیں اس پر اعتراض نہیں۔ راہرواؤ نے بھیجا۔

"ہرگز نہیں... دفعتاً دو انچ بھی اونچا ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"
عمران نے جواب دیا۔

پھر تالیوں سے ہال گر بجنے لگا۔ اور کلارا نے عجیب نظروں سے راہرواؤ کی طرف
دیکھا لیکن کچل نہیں۔ تماشا ٹی بہت محفوظ ہو رہے تھے۔

دس منٹ بعد۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا "میں تیار ہوں..."

پھر تالیوں بجیں ساتھ ہی ایک دیو زاد ایریا میں داخل ہوا جس کا قد رات
فٹ سے کسی طرح کم نہ رہا ہوگا۔ ادب ایک سیاہ قام آدمی تھا۔ عمران کو دیکھ کر
اس نے ایک ہڈیاں سا تھقبہ لگایا۔ اور پھر اس طرح تھقبہ کئے جسے عمران کو آٹھا کر
اپنے کاغذ سے پر بٹھانے کا۔ عمران نے بڑی سچرٹی سے اُس کی کھوپڑی پر دونوں ہاتھ
ٹکائے اور اس کے اوپر سے گذرتا ہوا درمیں طرف نکل گیا۔ اور وہ سیدھا کھڑا ہو
کر ہولنوں کی طرف آئے گھومنے لگا۔ ہال تالیوں کے شور سے گونج رہا تھا۔
سچ کی تفریح کرتے ہوئے لوگ معلوم معلوم ہوتے تھے۔ اسی بار دیو زاد سنے
اُس پر جھانگ لگا۔ یہ انداز عمران کے لئے متوقع تھا۔ لہذا غافل نہیں تھا اس بار
وہ اسی کی ناگموں کے درمیان سے نکل گیا۔ نہ صرف نکل گیا بلکہ گردن پر ایک ات
بھی رسید کر دی۔ وہ کسی جڑے اکھڑے ہوئے درخت کی طرح فرشی پڑویدہ رہا۔

پھر تالیوں بجیں اس بار وہ آٹھا تھیبہ کو خزاؤ ہو گیا تھا کسی پھر سے دیکھ کر اس طرح
جھپٹ جھپٹ کر چلے کر رہا تھا اور عمران آئے پورے ایریا میں دوڑائے پھر تالیوں
تالیوں بجتی رہیں۔ شور مچتا رہا۔ بالآخر وہ دیو زاد کھک کر گر پڑا۔

پھر تو ایسا معلوم ہونے لگا تھا جیسے ہال کی چھت ہی اڑ جاے گی۔ کچھ دگر
ایک اسٹریچر اٹھا کر جوئے ایریا میں داخل ہوئے اور دیوار کو دکھانے گئے۔
”کچھ اُٹھو... کچھ اُٹھو...“ مجمع چلا یا۔
”خاتون و حضرات۔“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”آج میں اتنی ہی۔ بقیہ کل کی
اس سے بھی بہتر ترتیب دیکھئے گا۔“
”نہیں نہیں... ہم نہیں سمجھ سکتے تھے کہ مار ڈالیں گے۔“ کئی آوازیں آئیں دفعۃً
کلارا ڈکسن اٹھ کھڑی اور ہاتھ ہلا کر بچتی۔ ”کہاں بند کر رہے اور خاموشی سے ہال خالی کر دو۔“
مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ اور لوگ خوفزدہ انداز میں اٹھنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے
ہال خالی ہو گیا اور وہاں ان تینوں کے علاوہ اور کوئی نہ رہ گیا۔
”راہو! اور کلارا بھی ایریا میں عمران کے قریب ہی آگھرے ہوئے تھے۔
“ واقعی اپنے فنون کے ماہر ہو۔ کلارا نے عمران سے کہا۔
”شکریہ۔ اگر میں پہلے سے شکا جوا نہ ہوتا تو انہیں ہرگز مایوس نہ کرتا۔
“ کوئی بات نہیں۔ پھر بھی! “ راہو بولا۔
وہاں سے وہ سیدھے کمرے میں آئے تھے۔ جہاں عمران مقیم تھا۔
”اسی تھکن آنا کہنے کے لئے تم کیا کر گئے۔“ راہو نے پوچھا۔
”تھکن کی قاتل صرف مبینہ خفیہ ہی ہو سکتی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔
”تم جاسکتے ہو۔“ دفعۃً کلارا نے راہو سے کہا اچانک اٹھ کر چلا گیا۔ وہ
تھوڑی دیر تک عمران کو بغور دیکھتی رہی پھر بولی۔ ”سوچنے سے پہلے کچھ دیر کے لئے
پھر کھلی ہوا میں چلو۔“
”جیسی تمہاری مرضی۔“ عمران اُٹھا جوا بولا۔ ”کچھ ایسا زیادہ تھکا ہوا نہیں
ہو۔۔۔۔۔“

وہ پھر غار سے نکل کر اہل بیڈ کی طرف آئے اور دفعۃً عمران نے سوال کیا۔
”اُس پائیلٹ اور اہل کو پٹر کا کیا ہوا۔“

جنگیوار کے حکم کے مطابق وہ فون کو تباہ کر دیا گیا۔ وہ تمہارے مکنت نظر
سے متفق نہیں تھا۔
”ترتیب اب اگر اپنی خیریت چاہتی ہو تو یہاں سے اہل بیڈ کی علامات ہٹا
لو۔ میں نے انہیں ایک خاص راستے پر ڈالنے کی کوشش کی تھی اب وہ پورے
کوستان میں پکڑتے پھریں گے۔“
”تمہارا خیال درست ہے۔ صبح تک یہاں سے علامات ہٹادی جائیں گی۔
جنگیوار بھی اسے سمجھتا ہے۔ تم سے پہلے ہی اُس نے بیشرورہ دیا تھا۔“
”یہ جنگیوار میری عقل سے چھٹ کر رہ گیا ہے۔“ عمران بڑبڑایا۔
”اور تمہارا نشانہ کیا ہے۔“
”لوگوں کا خیال ہے کہ چھ گولیوں میں سے ایک بھی ٹارگٹ سے باہر نہیں
جائے گی۔“

”میں دیکھنا چاہتی ہوں۔“
”اگر ریوار ہو تو تمہارے پاس تو واپسی پر تہ خانے والی بریڈیوں پر اس کا
بھی مظاہرہ کر سکوں گا۔“ زینے جہاں سے شروع جوں وہاں ایک ٹارگٹ بنا دینا
ایک ایک زینہ اُتروں گا اور مرکز فارم کر دوں گا۔ اگر ایک گولی بھی ٹارگٹ کو مس
کرے تو وہی گولی مار دینا۔“
”میں یہ مظاہرہ بھی دیکھوں گی۔“ ریوار وہ ہے میرے پاس۔ چلو اب چلیں۔
”اکھلی جوامیں کس لئے آن تھیں۔“
”در اصل میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم سے ملاقات ہونے کے بعد سے مجھے
کیا ہو گیا ہے۔“
”اکھلی جوامیں غالباً اس لئے آئی ہو کہ ہماری گفتگو جنگیوار تک نہ پہنچ سکے۔“
”تمہارا خیال بالکل درست ہے۔ لیکن تم سے کہنا کہنا چاہتی ہوں یہ ابھی تک
سمجھ میں نہیں آیا۔“

”واقعہ تم اپنے کرشمہ نکلوا دو“

”میں نے جگوار سے درخواست کی ہے۔ شام منظور ہو جائے لیکن مجھے اس کو راز ہی رکھنا پڑے گا کہ اب میں رو بھٹ نہیں رہی۔“

”وہ کس لئے؟“

”کمتر بھی جاؤں گی اور پھر وہ لوگ میرے احکامات نہیں مانتے مجھے جگوار نے مجھے فوٹ کا انچارج بنایا ہے۔“

”کہیں وہ تم سے محبت تو نہیں کرتا۔“

”میں نہیں جانتی۔“

”کیا تمہیں اس سے محبت نہیں ہے۔“

”میں اس سے مخالف رہتی ہوں اس لئے محبت کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ غیر ختم کر دو اس قصہ کو یہ گورنار اور۔“

وہ زمینوں کے قریب پہنچ گئے تھے۔ داغی کے دروازے پر کلار نے کوئلے سے ایک دائرو بنا کر لاکٹ مقرر کیا اور خود جلدی جلدی نیچے اتر گیا۔

عمران نے ایک ذینہ آکر مڑا اور فائر کر دیا۔ پلے در پلے اس طرح زینے آتے تھے کہ چوٹی ٹکے اور نیچے پہنچا تو وہ تھوہ دیکھنے کے لئے اوپر دوڑ گئی۔ واپس آئی تو

اس کے چہرے پر حیرت کے آثار صاف پڑھے جاسکتے تھے۔

”واقعہ تم حیرت انگیز ہو۔ ایک گولی بھی نارنگ کے باہر نہیں گئی۔“

”شکریہ! میرے اپنے لوگوں کی نظروں میں ان چیزوں کی کوئی وقعت نہیں

وہ صرف کام چاہتے ہیں۔“

وہ کچھ نہ بولی۔ عمران کے کمرے کے قریب پہنچ کر اس نے کہا: ”اب شام تم کافی

پینا پسند کرو گے۔“

”واقعہ بڑی شدت سے طلب محسوس ہو رہی ہے۔ عمران نے کہا: ”وہ اب بھی کرل

نکر تم ہی کے میک اپ میں تھا۔ یعنی چہرہ بہ تیز رفتاری اس دار تھا۔ کسی نے میک اپ

اتارنے کو کہا اور نہ اس نے اتارا۔

”اب تو تم حیلہ اپنے کمرے میں۔ میں کافی بھجواتی ہوں۔“

”کسی مرد سے بھجواتا سمجھو وہ لڑکی ابھی نہیں گئی۔“

”اوہ۔ وہ اس زینہ پر بس کسی کی سب سے زیادہ خوبصورت لڑکی ہے۔“

”قلبی نہیں۔ یہاں تم سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔“

”شکریہ! میں اس تعریف کو کیا سمجھوں۔“

”خالص تعریف! اس میں کسی قسم کی بھی طعنت نہیں ہے۔“

وہ اسے کمرے کے سامنے چھوڑ کر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک مرد کی کافی لایا تھا۔ عمران نے پیالی اٹھا کر منہ سے لگائی اور کافی سب کرنے لگا۔ واقعہ بہت اعلیٰ درجے کی کافی تھی۔ لیکن یہ کیا ہوا... پھر وہی پتھر پھر مردوں نے بہوشی

آدھ کافی پیادی۔ کافی کی ٹرائی لانے والا جا چکا تھا۔

”اب کیا ہوگا۔ آخرب کیا چاہتے ہیں۔ تو گویا ابھی تک کلارا اس سے کسلیتی

رہی تھی۔“

اور نہ ہوگا۔ جہنم میں جائے۔ نیند تو شاندار آئے گی۔ وہ پیالی غم کر کے بستر

پر لیٹا ہی تھا کہ رات نے اس میں مبتلا ہو کر آدھا گونجی۔

”کیا بے ہوش ہوئے۔ سٹر عمران۔“

”نہیں بس ہونے ہی والا ہوں۔ آخر یہ کیا پتھر ہے۔“

”اب تھوڑی سی تفریح میں بھی کروں گا۔ جیگوار کی آواز آئی۔“

”میں نہیں سمجھا۔“ عمران کو اپنی آواز ایسی لگی جیسے کسی کنوئیں کے اندر سے

بول رہا ہو۔

”تم نے کلارا کو متاثر کیا ہے۔ لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا۔“

”وہ خود ہی متاثر ہوئی ہوگی میں نے تو اس کے لئے کرشمہ نہیں کی تھی۔“

”یہ اور بڑا ہے۔“

”جہنم میں جاؤ۔“ کہہ کر وہ کر دے لینے ہوا لاشا کہ جیکو ار کی آواز آئی۔

”تم سہی رہے ہو سر عثمان۔“

”ہاں ابھی تو سن رہا ہوں۔“

”تو سنو اسیری قلعہ کی یہ ہوئی کہ میں نہیں کر لے تم کی حیثیت سے تمہارے آئی
ایس۔ آئی۔ والوں کے حوالے کر دوں۔“

”نہیں!“ عثمان زور سے چیخا اور آٹھ پیٹھنے کی کوشش کی لیکن بس میں
کامیاب نہیں ہو سکا۔

”تم پہلے بھی کوشش کر چکے ہو کہ سنگرزاد کی لاش تمہیں مل جائے۔ لہذا وہ
تمہارے سامنے بیٹھا ہوا دیکھ کر گئے۔“

”میں نہیں جانتا۔۔۔۔۔“

”میں جانتا ہوں سر عثمان، انہی لوگوں کے ہتھوں تم اپنے انجام کو پہنچ گئے۔“

عثمان کی زبان سے آخری جملہ نکلا ”پرہیز کیا۔“

اور پھر وہ سچ چرائے لینے لگا تھا۔ جیکو ار کو قہقہہ کرے میں گونجا۔
لیکن اب وہاں سننے والا کون تھا۔

ختم شد

آئندہ ناول

عمران سیریز

خاص نمبر

خطرناک انگلیاں

مصنف ابن صفی

اس کہانی کا اختتام خاص نمبر جو پتھر کا آدمی سے شروع ہوئی تھی۔
عثمان علی بخیر رہ جاتا ہے۔ خوفناک ہستی جیکو ار جو ایکس ٹی کی طرح ہیرا
پڑا سرور تھی؟... ایکسٹو اور جیکو ار کا لگاؤ۔ آپ تیرہ جایش گئے۔ عمرانی اس
طرح اس پتھر سے نکلتا ہے۔

تہقیروں اور سس پٹوں کا سینہ امتزاج۔ جنگ و جدال کے دل ہلا دینے
والے منظر۔ لیکن بالآخر فتح الہامیت ہی کی ہوتی ہے۔

اسرار پبلیکیشنز بیڈنہ دو ٹی لاہور